Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

www.alislam.org/badr

شمارہ 48

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

5 محرم 1432 ہجری قمری ۔ یکم فتح 1390 ہش ۔ یکم دسمبر 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

’’ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور انکو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور انکی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور انکے ہم و غم دور فرمادے۔

﴿...... ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام ......﴾

’’حتّی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کیلئے اور دُعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔......اور اس روحانی جلسے میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے‘‘

(آسمانی فیصلہ اشتہار 30 دسمبر 1891 روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-352)

❁❁❁

’’...... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت و تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں۔ اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اس کے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کیلئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں۔ اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں۔ بلکہ مجھے چاہئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کیلئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بہ جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک اُس کا دل نرم نہ ہو۔ جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے۔ اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں۔ اور غصے کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجے کی جواں مردی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں......‘‘

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 96-395)

❁❁❁

’’ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور انکو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور انکی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور انکے ہم و غم دور فرمادے۔ اور انکی ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور انکی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد انکا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا، یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین‘‘

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء۔ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۴۲)

❁❁❁

’’سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا، ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے ۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۰۲)

❁❁❁

’’یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد نمبر 1 صفحہ 440)

آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ:

’’یہ دنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 443)

❁❁❁

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

Message to the participants of the First Founders of Religion and World Peace Conference in Jammu and Kashmir

Assalamu alaikum w.w. (Peace and blessings of Allah be upon you all)

Whereas the Ahmadiyya Muslim Community has been hosting Founders of Religion Conferences in various parts of the world ever since its early beginning , It is my understanding that is the first world peace conference by reference to the teachings of the Holy Founders of various religions being held in Jammu and Kashmir. My hope is that a time will come when such conferences will grow from inter-faith conferences to become intra faith conferences and leaders from different faiths speak not just about their own faith but highlight what has impressed them most through impartial study about the teachings of another faith on which they are made to speak.

The World is desperately searching for peace but peace seems to elude all people. Leaders of religion can, therefore, play an important role in restoring peace within individual members, in society and the world at large.

I would like to present to you an extract from a short book appropriately called Message of Peace written by the Founder of the Ahmadiyya Muslim Community, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian who claimed that he was the Promised Messiah and Reformer awaited by the world, He says:

Notwithstanding the differences between us, Muslims and Hindus share one thing in common , i.e., We all believe in God, the creator and master of the universe. Also, we belong to the same denomination of God's species and are referred to as humans. Furthermore, as inhabitants of the same country, we are mutual neighbors. This requires that we become friends to each other and be mutually helpful. In the difficulties pertaining to religious and worldly matters, We should exercise such sympathy towards each other as if we have become limbs of the same body.

My countrymen, a religion which does not inculcate universal compassion is no religion at all. Similarly, a human being without the faculty of compassion is no human at all. Our God has never discriminated between one people and another. This is illustrated by the fact that all the potentials and capabilities which have been granted to the Aryans have also been granted to the races inhabiting Arabia, Persia, Syria, China, Japan, Europe and America. The earth created by God provides a common floor for all people alike, and his sun and moon and many stars are a source of radiance and provide many other benefits to all alike. Likewise, all peoples benefit from the elements created by Him, such as air, water, fire and similarly from other products created by Him like grain fruit and healing agents, etc. These attributes of God teach us the lesson that we, too should behave magnanimously and kindly towards our fellow human beings and should not be petty of heart and illiberal.

It should always be remembered that peace in society can only be established by fulfilling the requirements of Justice. The factors that destroy peace in the society are the malice within one's heart; not tolerating or showing respect to the faith of one another; material attractions; and not fulfilling the requirements of Justice. We should make every effort to fulfill the standards and requirements of justice; we should respect and hold each other in high regard, so that in this area, in this town, in his country and in his world we can play a role in establishing peace.

How does the Holy Qur'an admonish us to fulfill the rights of justice?

"Let a lot not a people's enmity incite you to act otherwise than with justice. Be always just, that is nearer to righteousness. And fear Allah. Surely; Allah is aware of what you do." Chapter 5, verse 9

We Ahmadi Muslims, do not hold enmity against anyone. If anyone bears animosity towards us then, out of human sympathy and love for humanity, we pray for him that Allah guides him and removes the hatred from his heart.

Remember, the main reason there is an absence of peace in the world today is that mankind has moved away from its creator and till man returns to God and discharges the rights due to God and those due to His creation, there can be no peace. It is therefore my humble prayers that Allah the Almighty guides you to His right path so that peace can begin to prevail in this part of the world and spread to the rest of the world. Amin

Signature
Mirza Masroor Ahmad
Khalifatul Masih or
Head of the Worldwide Ahmadiyya Muslim Community

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
برموقعہ پیشوایان مذاہب اور عالمی امن کانفرنس جموں وکشمیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسلم جماعت احمدیہ اگرچہ ابتدا سے ہی دنیا کے مختلف حصوں میں پیشوایان مذاہب کانفرنس کا انعقاد کرتی رہی ہے۔ پر میں سمجھتا ہوں کہ پیشوایان مذاہب کی تعلیمات کے حوالہ سے یہ پہلی عالمی امن کانفرنس ہے جس کا انعقاد جموں وکشمیر میں کیا جارہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب وہ وقت آئے گا جب کہ ایسی کانفرنسز بین المذہب سے بین المذاہب شکل اختیار کرلیں گی اور ایسے مواقع پر مختلف مذاہب کے روحانی لیڈران نہ صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں گے بلکہ دوسرے مذاہب کی خوبیاں بھی بیان کریں گے جن کی تعلیمات کو پڑھنے سے وہ متاثر ہوئے ہیں۔ تمام دنیا بڑی بے چینی سے تلاش امن میں سرگرداں ہے لیکن دنیا میں امن کا فقدان ہوتا جارہا ہے۔ مذہبی لیڈران اس امن کو دوبارہ اپنے لوگوں کے درمیان، معاشرہ میں اور پوری دنیا میں قائم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

میں اس موقعہ پر احمدیہ مسلم جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کتاب ’’پیغام صلح‘‘ سے ایک اقتباس آپ سب کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جنہوں نے مسیح موعود ومہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا، فرماتے ہیں:

’’ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اُس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں۔ یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی بباعث ایک ہی مُلک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین ودنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضا بن جائیں۔

اے ہم وطنو! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کیلئے اس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں۔ اس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں‘‘۔

یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ معاشرے میں امن تبھی صحیح معنوں میں قائم ہوسکتا ہے جب ہم انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں۔ دلوں میں ایک دوسرے کے لئے نفرتیں، دوسرے مذاہب کو برداشت نہ کرنا اور اُن کیلئے دلوں میں احترام نہ ہونا، مادی لگاؤ اور انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا نہ کرنا یہ سب ایسے عوامل ہیں جن سے معاشرے کا امن تباہ ہوتا ہے۔ ہمیں انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے اور انصاف کے معیار کو قائم کرنے کے لئے تمام کوششیں کرنا چاہئیں۔ ہمیں ایک دوسرے کیلئے اپنے دلوں میں عزت واحترام کے ایسے اُونچے جذبات قائم کرنے ہوں گے جس کے نتیجہ میں اس علاقہ میں، اس شہر میں، اس ملک میں اور اس دنیا میں ہم قیام امن میں ایک مؤثر کردار ادا کرسکیں۔

قرآن مجید ہمیں انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کا حکم ان آیات میں دیتا ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۔ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۹)

ترجمہ: کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

جہاں تک احمدی مسلمان کا تعلق ہے ہمارے دلوں میں کسی کے لئے بھی دشمنی کے جذبات نہیں ہیں۔ لیکن اگر کوئی اپنے دل میں ہمارے لئے دشمنی کے جذبات رکھتا ہے تو ہم انسانی ہمدردی اور انسانیت سے محبت کے نتیجہ میں خدا کے حضور اُس کیلئے دُعاگو ہیں کہ اے خدا تو ہی صحیح راہ کی طرف اس کی رہنمائی فرما اور اس کے دل سے اس نفرت کو دور کردے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس دنیا کا امن تباہ ہونے کی اہم وجہ یہی ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گیا ہے اور اُس سے دور جا پڑا ہے۔ جب تک انسان اپنے سچے خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی صحیح معنوں میں نہیں کرتا، امن کا قیام نہیں ہوسکتا۔ اللہ تبارک تعالیٰ سے میری عاجزانہ دعا ہے کہ وہ صحیح راستہ کی طرف آپ سب کی رہنمائی کرے تا یہاں دیرپا امن کا قیام ہوجائے اور پھر ساری دنیا میں اس کے نتیجہ میں امن ہو۔

(دستخط حضور انور۔ خلیفۃ المسیح الخامس)

خطبہ جمعہ

الحمدللہ! آج ایک لمبے انتظار کے بعد جماعت احمدیہ ناروے کو اپنی اس خوبصورت مسجد کے افتتاح کی توفیق مل رہی ہے۔

یہ مسجد اس کو آباد کرنے والوں کے لئے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کے سامان لے کر آئی ہے اب ان فضلوں اور برکتوں کو سمیٹنا یہاں کے رہنے والوں کا کام ہے۔
ہر سطح کے عہدیداروں کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کے حق صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کریں۔

جہاں مَردوں کے ساتھ عورتیں اپنے عبادتوں کے معیار بلند کریں وہاں وہ خاص حکم جو عورتوں کو ہیں ان پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ان میں سے ایک اہم حکم پردہ کا ہے۔

مسجد نصر ناروے کی تعمیر کے لئے جماعت احمدیہ ناروے نے قریباً 104 ملین کرونر خرچ کرنے کی سعادت پائی۔ اس مسجد میں 2250 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔
اللہ کرے کہ یہ مسجد اس علاقہ کے لوگوں کے دل کھولنے کا ذریعہ بنے۔

مسجد کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اُن نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔
ہماری مسجدیں اور یہ مسجد بھی ہر جگہ ہمیشہ امن اور محبت اور پیار کا نعرہ بلند کرے گی۔
جس قدر تم آپس میں محبت کرو گے اسی قدر اللہ تم سے محبت کرے گا۔

(مسجد بیت النصر ناروے کے افتتاح کے موقع پر خطبہ جمعہ میں اہم نصائح)

مکرم سفیر احمد بٹ صاحب ابن مکرم حمید احمد بٹ صاحب آف کراچی کی شہادت کا تذکرہ اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 30 ستمبر 2011ء بمطابق 30 تبوک 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت النصر اوسلو، ناروے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ.
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.
اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (التوبۃ:18)

الحمدللہ آج ایک لمبے انتظار کے بعد جماعت احمدیہ ناروے کو اپنی اس خوبصورت مسجد کے افتتاح کی توفیق مل رہی ہے۔ جس طرح اس مسجد کی تعمیر نے ایک لمبا عرصہ لیا اُسی طرح بعض روکیں پڑنے کی وجہ سے اس کے رسمی افتتاح میں آپ لوگوں کو کچھ انتظار کرنا پڑا۔ لیکن یہ رسمی افتتاح تو صرف شکرانے کا ایک مزید اور دنیا کے سامنے اظہار ہے ورنہ مساجد کی تعمیر کا ان رسمی افتتاحوں سے کوئی ایسا تعلق نہیں کہ جس کے بغیر مسجد مکمل نہ کہلائی جا سکے۔ پس آج میرا یہاں آنا اور نماز جمعہ پڑھانا، یہ خطبہ دینا اور غیروں کے ساتھ، مہمانوں کے ساتھ، شام کو انشاء اللہ مسجد کی تقریب میں، افتتاح کی تقریب میں شامل ہونا، اس احسان کی شکرگزاری کے طور پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ ناروے پر اس مسجد کی صورت میں فرمایا ہے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اُس کی نعمتوں کو اُس کا شکر ادا کرتے ہوئے بیان کرو تا کہ اس شکرگزاری کے نتیجے میں جو ایک مومن کے دل سے اللہ تعالیٰ کے لئے پیدا ہو رہی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ مزید فضلوں اور انعاموں کا وارث بنائے۔ ایک شکرگزاری تو ہماری یہاں نمازیں پڑھ کر اس مسجد کو آباد کر کے ہو گی۔ اور ایک شکرگزاری افتتاح کے اعلان سے یا اس ظاہری اظہار کے ذریعہ سے بھی ہے جو مہمانوں کے لئے reception یا اُن کا آنا ہے۔ لیکن حقیقی شکرگزاری مسجد کی آبادی کا حق ادا کرنے سے ہی ہے۔ پس یہ اہم بات ہر احمدی کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اس ادائیگی حق کو بدلے کے بغیر نہیں چھوڑتا۔ بدلہ بھی اتنا زیادہ ہے کہ اس دنیا میں انسان اُس کا تصور اور احاطہ بھی نہیں کر سکتا۔ ایک حدیث میں ایسے لوگوں کا ذکر اس طرح آیا ہے، جو مسجد کو آباد رکھنے کے لئے، مسجد کا حق ادا کرنے کے لئے اُس میں جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسجد کو صبح شام جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں اپنی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے۔

(بخاری کتاب الاذان باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح حدیث نمبر 662)

پس اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد میں آنے والوں کے لئے جنت میں مہمان نوازی کے سامان تیار ہو رہے ہیں۔ روزانہ پانچ مرتبہ یہ مہمان نوازی کے سامان تیار ہو رہے ہیں۔ اور پھر جو چالیس، پچاس، ساٹھ سال زندہ رہتا ہے یا اس سے بھی زیادہ لمبی عمر زندہ رہتا ہے اور نمازیں ادا کرتا ہے تو اُس مہمان کے لئے اللہ تعالیٰ نے کس قدر سامان تیار کئے ہوں گے، یہ تو ایک انسان کے تصور سے بھی باہر ہے۔ دنیا میں ہمارا کوئی پیارا مہمان آئے تو ہم مہمان کے آنے کا پتہ چلتے ہی انتظامات شروع کر دیتے ہیں اور اس مہمان سے جتنا جتنا پیار اور تعلق ہو اُس کے مطابق اپنی مہمان نوازی کی انتہا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے پاس تو وسائل بھی محدود ہوتے ہیں لیکن خدا جس کے وسائل کی بھی کوئی حد نہیں، جس کی رحمت کی بھی کوئی حد نہیں، جس کی مہمان نوازی کی بھی کوئی حد نہیں ہے وہ کس طرح اپنے عابد بندے کے لئے مہمان نوازی کے سامان کرتا ہو گا۔ یہ چیز انسانی سوچ سے بھی بالا ہے۔ پس ہمیں ایسی مہمان نوازی کے مواقع تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ یہاں رہنے والا ہر احمدی اس مسجد کا انشاء اللہ اس سوچ کے ساتھ حق ادا کرنے والا ہو گا کہ حق کی یہ ادائیگی جہاں اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلق کو مضبوط کرنے والی اور اُس کا پیارا بنانے والی ہو وہاں اپنوں اور غیروں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلانے والی ہو۔ گویا ایک مومن اگلے جہان کی جنت کے لئے اور اُس کی مہمان نوازی کے حصول کے لئے اس دنیا کو بھی جنت بنانے کی کوشش کرتا ہے یا کر رہا ہوتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا، اس کے لئے ظاہری شکرگزاری بھی ہونی چاہئے۔ یہ ظاہری شکرگزاری اُس حسین معاشرے کے قیام کے لئے بھی ایک کوشش ہے جو اس دنیا کو بھی جنت نظیر بنانے والا ہو۔

گزشتہ دو دنوں میں ریڈیو، ٹی وی اور اخباری نمائندوں نے مختلف وقتوں میں میرے انٹرویو لئے ہیں۔ اُس میں ہر ایک متفرق سوالوں کے علاوہ اس بات میں بھی دلچسپی رکھتا تھا کہ مسجد کا مقصد کیا ہو گا اور اس میں بھی کہ مسجد بنائی ہے تو یہاں کیا ہو گا؟ آپ کے احساس و جذبات کیا ہیں؟ تو میرا یہی جواب تھا کہ ماحول کو پُرامن اور ایک دوسرے کے لئے محبت بھرے جذبات سے بھر کر اس دنیا کو جنت نظیر بنانا، ایک خدا کی عبادت کے ساتھ

ساتھ اسلام کی خوبصورت تعلیم کا اپنی زندگیوں میں اظہار کر کے دنیا کو امن، صلح اور آشتی کا گہوارہ بنانا، یہ اس کا مقصد ہے۔ پس اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ اس مسجد کے ماحول میں، اس شہر میں، اس ملک میں محبت اور پیار کو فروغ دینے کا کام یہاں کے احمدیوں کی پہلے سے بڑھ کر ذمہ داری بن گئی ہے۔ یہ میڈیا کا آنا، انٹرویو لینا، اخبار، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کا مثبت انداز میں اس مسجد کی تعمیر کا ذکر کرنا پھر ہمیں، جیسا کہ مَیں نے کہا، مزید شکر گزاری کی طرف مائل کرتا ہے اور اس طرف ہی لے جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قربانیوں کا بدلہ اس صورت میں بھی عطا فرمایا ہے کہ میڈیا کو توجہ پیدا ہوئی اور عموماً اچھے رنگ میں جماعت کا اور مسجد کا ذکر ہوا ہے۔

پس یہ دنیاوی سطح پر بھی جماعت کے مخلصین کی قربانیوں کا ذکر انہیں دوبارہ شکر گزاری کے مضمون کی طرف لوٹاتا ہے۔ اور پھر اس شکر گزاری کا حق ادا کر کے انسان اللہ تعالیٰ کے مزید انعامات سے فیض پاتا ہے۔ گویا یہ ایک ایسا فیض کا دائرہ ہے جو اپنے دائرے کے اندر ہی نہیں رہتا بلکہ لہروں کے دائرے کی طرح پھیلتا چلا جاتا ہے۔ آپ پانی میں کنکر پھینکیں یا کوئی چیز پھینکیں تو دائرہ بنتا ہے۔ چھوٹا دائرہ، بڑا دائرہ، بڑا دائرہ اور پھر وہ دائرہ پھیلتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اِس دائرے کی یہ بھی خوبی ہے کہ جب یہ دائرہ انتہا کو پہنچتا ہے تو ختم نہیں ہو جاتا بلکہ انسان کی زندگی میں اگر نیکیاں جاری ہیں تو دائرہ پھیلتا چلا جاتا ہے اور جب انسان کی زندگی ختم ہوتی ہے تو اگلے جہان میں خدا تعالیٰ اس میں مزید وسعت پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ پس یہ مسجد اس کو آباد کرنے والوں کے لئے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کے سامان لے کر آئی ہے۔ اور ہر مسجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں اُس کا یہی مقصد ہے۔ اُسے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کے سامان لے کر آنا چاہئے۔ اب ان فضلوں اور برکتوں کو سمیٹنا یہاں کے رہنے والوں کا کام ہے۔ جتنی محنت سے اس کو سمیٹنے کی کوشش کریں گے اسی قدر فیض پاتے چلے جائیں گے، یہاں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔ قرآنِ کریم میں مسجد کو آباد کرنے والوں کا ذکر اُس آیت میں ایک جگہ آیا ہے جو مَیں نے تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یومِ آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔

اب اللہ پر ایمان کی شرط سب سے ضروری ہے جو پہلے رکھی گئی ہے۔ یہ ایمان صرف منہ سے کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی اور مومن کی بعض نشانیاں بتائی ہیں۔ صرف اسلام میں شامل ہونا مومن نہیں بنا دیتا، جب تک مومنانہ اعمال بجالانے کی بھی کوشش نہ ہو۔ جب عرب کے دیہاتی آتے تھے اور انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْآ اَسْلَمْنَا (الحجرات:15) یہ نہ کہو کہ تم ایمان لے آئے ہو بلکہ یہ کہو کہ ہم نے ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا ہے، فرمانبرداری اختیار کر لی ہے۔ اور ایمان کی یہ نشانی بتائی کہ تم اللہ اور اُس کے رسول کی سچی اطاعت کرو۔

آج مسلمانوں میں سے غیر ہمیں اس بات کا نشانہ بناتے ہیں کہ تم مسلمان نہیں ہو حالانکہ ہم تو وہ ہیں جنہوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہوئے زمانے کے امام کو مانا ہے اور یہ کامل اطاعت ہمیں پکا مسلمان اور حقیقی مومن بناتی ہے۔ گو ہمیں دوسرے مسلمان فرقے بیشک غیر مسلم کہتے رہیں لیکن اس اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے اس حکم کی وجہ سے ہم پکّے مومن ہیں۔

آج احمدی ظلموں کا نشانہ بنائے جاتے ہیں لیکن پھر بھی احمدیت سے منحرف نہیں ہوتے تو حقیقی مسلمان ہم ہوئے یا دوسرے؟ ہم کسی کلمہ گو کو غیر مسلم نہیں کہتے لیکن ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم نے حقیقی مسلمان اُس کو قرار دیا ہے جو ہر طرح کی اطاعت کر کے اپنے ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے والا ہو اور مضبوطی پیدا کرتا چلا جائے۔ ہر دن اُس کے لئے ایمان میں اضافے کا باعث ہو۔ اور جب تک ہم اس کی کوشش کرتے رہیں گے، نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی کوشش کرتے رہیں گے ہم مومنین اور حقیقی مسلمانوں کے زمرے میں شمار ہوتے رہیں گے۔ پس ہمیں کسی مولوی، مفتی کے فتوے یا کسی حکومت کے فیصلے نے مومن ہونے اور حقیقی مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں دینا۔ نہ کسی کی سند چاہئے، نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ ہمارے ایمان پر اصل مہر ہماری اللہ اور اُس کے رسول کے احکامات پر چلنے کی کوشش نے لگانی ہے۔ جس قدر ہم کوشش کرنے والے ہوں گے اُسی قدر ہماری مہریں لگتی چلی جائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایک حقیقی مسلمان کا عمل جو اُسے انعامات کا وارث بنائے گا صرف یہ نہیں کہ ایک دو یا چند ایک نیک عمل کر لئے بلکہ تمام اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف توجہ ہوگی تو حقیقی مومن انسان بن سکتا ہے۔

پس ہمیں صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے زمانے کے امام اور مسیح موعود کو مان لیا اور یہ کافی ہے۔ بیشک ہم نے دوسرے مسلمانوں کی نسبت خدا اور رسول کی اطاعت میں ایک قدم آگے اُٹھا لیا ہے لیکن یہ زندگی تو مسلسل کوشش اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی تلاش اور ایمان میں بڑھتے چلے جانے کے لئے ہے اور یہی مقصد اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا بتایا ہے کہ عبادت کرو اور اُس میں بڑھتے چلے جاؤ۔ پس ایک مومن ایک جگہ بیٹھ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں آپ کے سامنے اُن میں سے چند ایک پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:166) کہ سب سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ یہ تو ایک ایسے شخص کو جس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے اُسے بھی پتہ ہے کہ جس سے شدید محبت ہو اُس کے لئے کیا کچھ نہیں کیا جاتا۔ پس ایک مسلمان جب اپنے ایمان کا دعویٰ کرتا ہے تو اُس کی اللہ تعالیٰ سے محبت تمام محبتوں پر حاوی ہونی چاہئے۔ پھر جب یہ صورتحال ہو تو دنیا کی دولت، دنیاوی چمک دمک، دنیا کی مصروفیات، اولاد، بیوی، خاندان سب خدا تعالیٰ کی محبت کے مقابلے میں ہیچ ہو جاتے ہیں اور ہونے چاہئیں۔ اور جب اس کی یہ محبت خدا تعالیٰ کے لئے پیدا ہوگی تو ایسے شخص کی عبادت بھی خالص ہوگی۔ اُس کی عبادت کی طرف بھی خاص توجہ ہوگی۔ اور جب عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوگی تو انشاء اللہ پھر آپ کی یہ مسجد، یہ نماز سینٹر جہاں بھی ہیں اور آئندہ بننے والی مساجد بھی آباد رہیں گی اور ان کی یہ آبادی حقیقی آبادی کہلائے گی۔

جب ہمارے اپنے دل میں خدا تعالیٰ سے محبت کا اظہار ہو رہا ہوگا تو ہماری اولادیں بھی اُس کے اثر لے رہی ہوں گی۔ بہت سے لوگ اولاد کے لئے دعا کے لئے کہتے ہیں تو اس کے لئے انہیں اپنے نمونے دکھانے ہوں گے اور جب یہ اثر اولادوں میں جا رہا ہوگا تو نتیجۃً نسلاً بعد نسلٍ اللہ تعالیٰ سے محبت کا اظہار اور مساجد کی آبادی ہوتی رہے گی اور ہم پر فرض ہے کہ جہاں ہم خدا تعالیٰ سے یہ محبت اپنے اندر پیدا کریں اور اُس کے لئے کوشش کریں وہاں اپنی اولادوں اور نسلوں کو بھی اس محبت کی چاٹ لگانے کی کوشش کریں اور جب یہ ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ مخالفتیں اور مخالفین کی کوششیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی موت آپ مر جائیں گی۔ کیونکہ جب بندہ خدا سے محبت کرتا ہے تو خدا اُس سے بڑھ کر اُس سے محبت کرتا ہے اور اپنے بندے کا مولیٰ اور ولی ہو جاتا ہے اور جس کا ولی خدا ہو جائے اُس کو یہ عارضی مخالفتیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ چند اوباش لوگ یا بڑوں کے بھڑکانے پر چند چھوٹے بچے جو پتھر مار کر مسجد کے شیشے توڑ جاتے ہیں، یا گند پھینک جاتے ہیں وہ یا تو خود تھک ہار کر بیٹھ جائیں گے یا آپ کا خدا سے تعلق دیکھ کر اِن میں سے سعید فطرت خود آپ میں شامل ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ

پس جیسا کہ مَیں نے کہا یہ مسجد بنانا آپ کے کام کی انتہا نہیں ہے بلکہ اس کے بعد مزید اپنی حالتوں کی طرف دیکھنے اور جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ اپنے خدا سے اپنی محبت کے معیار دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ماحول میں خدا تعالیٰ سے محبت کے اظہار کی اس لئے ضرورت ہے تاکہ دنیا کو پتہ لگے۔ دنیا کو یہ پتہ چلے کہ خدا تعالیٰ کی محبت کی خاطر قربانیاں کرنے والے کبھی ناکام نہیں ہوتے۔ پس یہ چھوٹا موٹا پتھراؤ یا گند پھینکنا یا نعرے لگانا اللہ والوں کی ترقی میں کبھی روک نہیں بنا اور نہ بن سکتا ہے۔ پس مسجدیں آباد کرنے والوں کی پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اپنے ایمان اور ایقان میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مومن کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جب اُنہیں اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو اُن کا جواب سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (البقرہ:286) ہوتا ہے۔ یعنی ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا۔ اللہ تعالیٰ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کا جواب دینے والوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران:105) کہ یہ لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ پس اللہ اور رسول کے نام پر جو احکامات دیئے جائیں ان کو سنتے ہی اطاعت کرنے کا نتیجہ کامیابی ہے۔ اور یہ سننا اور اطاعت کرنا اُن تمام باتوں کے لئے ہے جن کے کرنے اور نہ کرنے کا قرآنِ کریم میں ذکر ہے۔ مثلاً قرآن کریم فرماتا ہے کہ ''اپنی امانتوں کا حق ادا کرو۔'' آپ کی امانتیں آپ کی ذمہ داریاں ہیں۔ ایک ذمہ داری جس طرح پڑتی ہے انسان اسے ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ امانتیں جو آپ کے سپرد کی گئی ہیں وہ بھی اُسی طرح کی ذمہ داری ہے جن کے کرنے کا آپ کو حکم ہے۔ عہدیدار ہیں تو اُن کا جماعت کے لئے وقت دینا اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنا۔ افرادِ جماعت کے حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرنا، یہ امانتیں ہیں۔ ایک (جماعتی) عہدیدار کوئی دنیاوی عہدیدار نہیں ہے جس نے طاقت کے بل پر اپنے کام کروانے ہیں بلکہ وہ خادم ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

(الجامع الصغیر حرف السین صفحہ نمبر 292 حدیث نمبر 4751 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پس اس خدمت کے جذبے کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ تبھی جو خدمت، جو امانت آپ کے سپرد ہے آپ اُس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ میرے پاس جب بعض لوگ آ کر یہ کہتے ہیں کہ میرے پاس فلاں فلاں عہدہ ہے تو میں عموماً یہ کہا کرتا ہوں کہ یہ کہو کہ فلاں خدمت میرے سپرد ہے۔ دوسرا تو بیشک عہدیدار کہے لیکن خود اپنے آپ کو خادم سمجھنا چاہئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے خدمت کا موقع دیا ہوا ہے۔ کیونکہ عہدہ کہنے سے سوچ میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ایک بڑے پن کا احساس زیادہ ہو جاتا ہے، بڑے پن کا احساس اس طرح کہ دماغ میں ایک افسرانہ شان پیدا ہو جاتی ہے، جبکہ عہدیدار، جماعتی عہدیدار ایک خادم ہوتا ہے اور جب عہدیدار اپنی امانتوں کے حق ادا کر رہے ہوں گے تبھی وہ خلافت کے، خلیفۂ وقت کے حقیقی مددگار بن رہے ہوں گے۔

عہدیداروں کی عزت اور احترام افرادِ جماعت پر یقیناً فرض ہے۔ لیکن وہ یہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اُن کی، افرادِ جماعت کی، خلافتِ احمدیہ سے وابستگی ہے اور کسی عہدیدار کے حکم کی نافرمانی کر کے وہ خلیفہ وقت کو ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ پس ہر سطح کے عہدے داروں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کے حق صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ہر عہدیدار کا رَکھ رکھاؤ، بول چال، عبادت کے معیار دوسروں سے مختلف ہونے

چاہئیں، ایک فرق ہونا چاہئے۔

لجنہ کی عہدیدار ہیں تو اُنہیں مثلاً قرآنی حکم میں ایک پردہ ہے اُس کا خیال رکھنا ہوگا ورنہ وہ اپنی امانت کا حق ادا نہیں کر رہی ہوں گی۔ باقی احکام تو ہیں ہی، لیکن مَردوں سے زیادہ عورتوں کو ایک زائد حکم پردے کا بھی ہے۔ ناروے کے بارے میں پردے کی شکایات وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک وقت میں بڑی سخت تنبیہ کی تھی۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی سمجھاتے رہے۔ لیکن آپ جو عہدیداران ہیں اگر اب بھی آپ کے پردے کے معیار نہیں ہیں، عورتوں مردوں میں میل جول آزادانہ ہے، ایک دوسرے کے گھروں میں بغیر پردے کے آزادانہ آنا جانا ہے اور مجلسیں جمانا ہے جبکہ کوئی رشتے داری وغیرہ بھی نہیں ہے، صرف یہ کہہ دیا کہ فلاں میرا بھائی ہے اور فلاں میرا منہ بولا چچا یا ماموں ہے اور اس لئے حجاب کی ضرورت نہیں یا اور اسی طرح کے رشتے جوڑ لئے تو قرآن اس کی نفی کرتا ہے اور ایک مومنہ کو تاکیدی حکم دیتا ہے کہ تمہارے پر پردہ اور حجاب فرض ہے۔ حیا کا اظہار تمہاری شان ہے۔ اگر لجنہ کی ہر سطح کی عہدیدار خواہ وہ حلقہ کی ہوں، شہر کی ہوں یا ملک کی ہوں، اگر عہدیدار اپنے پردے ٹھیک کر لیں اور اپنے رویے اسلامی تعلیم کے مطابق کر لیں تو ایک اچھا خاصہ طبقہ باقیوں کے لئے بھی، اپنے بچوں کے لئے بھی اور اپنے ماحول کے لئے بھی نمونہ بن جائے گا۔ ایک لجنہ کی عہدیدار کا امانت کا حق تبھی ادا ہوگا جب وہ اَور باتوں کے ساتھ ساتھ اپنے پردہ کا حق بھی ادا کر رہی ہوگی۔ مجھے بعض کے پردہ کا حال تو ملاقات کے دوران پتہ چل جاتا ہے جب اُن کی نقابیں دیکھ کر یہ ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ بڑے عرصے کے بعد یہ نقاب باہر آئی ہے جس کو پہننے میں دقت پیدا ہو رہی ہے۔ پس عہدے دار بھی اور ایک عام احمدی عورت کا بھی یہ فرض ہے کہ اپنی امانتوں کا حق ادا کریں۔

آج کل اپنے زعم میں بعض ماڈرن سوچ رکھنے والے کہہ دیتے ہیں کہ پردے کی اب ضرورت نہیں ہے یا حجاب کی اب ضرورت نہیں ہے اور یہ پرانا حکم ہے۔ لیکن میں واضح کر دوں کہ قرآنِ کریم کا کوئی حکم بھی پرانا نہیں ہے اور نہ کسی مخصوص زمانے اور مخصوص لوگوں کے لئے تھا۔ احمدی مرد اور عورتیں خلافت سے وابستگی کا اظہار بڑے شوق سے کرتے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ نے خلافت جاری رہنے کا قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے وہاں عبادتوں اور اعمالِ صالحہ سے اس کو مشروط بھی کیا ہے۔ سورۃ نور میں جہاں یہ آیت ہے اس سے دو آیات پہلے یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ دعویٰ نہ کرو کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے بلکہ فرمایا طَاعَةٌ مَعْرُوْفَةٌ کا اظہار کرو۔ ایسی اطاعت کرو جو عام اطاعت ہے۔ ہر اُس معاملے میں اطاعت کرو جو قرآن اور رسول کے حکم کے مطابق تمہیں کہا جائے۔ اُس پر عمل کرو اور اس کے مطابق اطاعت کرو۔ قرآن اور رسول کا حکم جب پیش کیا جائے تو فوراً مانو۔ اس بارے میں مَیں بہت مرتبہ کھل کر بتا بھی چکا ہوں۔ پس جہاں مردوں کے ساتھ عورتیں اپنے عبادتوں کے معیار بلند کریں، اپنے ایمان میں ترقی کی کوشش کریں وہاں وہ خاص حکم جو عورتوں کو ہیں اُن پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ پردے کے بارہ میں اپنے آپ کو ڈھانکنے کا حکم گو عورت کو ہے لیکن اپنی نظریں نیچی رکھنے کا اور زیادہ بے تکلفی سے بچنے کا حکم مرد اور عورت دونوں کو ہے۔ بلکہ اپنی نظریں نیچی رکھنے کا حکم پہلے مَردوں کو ہے پھر عورتوں کو ہے تا کہ مَرد بے حجابی سے نظریں نہ ڈالتے پھریں۔

پھر امانتوں میں ووٹ کے حق کا صحیح استعمال ہے، جہاں بھی استعمال ہونا ہو۔ پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کئے گئے عہدِ بیعت کا حق ادا کرنا ہے، اس کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ جس کے سپرد جو بھی امانتیں ہیں تم اُس کے لئے پوچھے جاؤ گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال میں تکبر سے بچنے اور عاجزی اختیار کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ ہمارے ہاں اکثر مسائل اور جھگڑے تفاخر اور تکبر سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنی حیثیت پر غور کرتا رہے تو ہمیشہ عاجزی کا اظہار ہو اور اس کے جائزے سب سے زیادہ انسان خود لے سکتا ہے۔ دوسرے کے کہنے پر تو بعض دفعہ غصہ بھی آ جاتا ہے چڑ بھی جاتا ہے لیکن خود اپنا جائزہ لینے کی عادت ڈالیں تو یہ سب سے بہترین طریقہ ہے۔ ایمانداری سے قرآنی احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے جائزے لیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور یقیناً ہر احمدی میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، صرف ضمیر کو جھنجھوڑنے کی ضرورت ہے تو یہ جائزے بڑی آسانی سے لئے جا سکتے ہیں۔

پس قرآنِ کریم کو پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکموں پر غور کرنے کی عادت ڈالیں۔ آج مختصر وقت میں میں تمام احکامات کی تفصیلات تو آپ کے سامنے نہیں رکھ سکتا، جیسا کہ مَیں نے کہا خود ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور یہ تبھی ہوگا جب قرآنِ کریم کی ہر گھر میں باقاعدہ تلاوت بھی ہو، اُس کو سمجھنے کی کوشش بھی ہو اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش بھی ہو۔ بچوں کی بھی نگرانی ہو کہ وہ نمازوں کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں، قرآنِ کریم کو پڑھنے کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں۔ ہر احمدی کو جس کا ایمان لانے کا دعویٰ ہے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان کا دعویٰ تبھی مکمل ہوتا ہے جب یومِ آخرت پر بھی ایمان ہو اور یقین ہو اور یہ واضح ہو کہ مرنے کے بعد کی ایک زندگی ہے جس میں اس دنیا کے کئے گئے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ جہاں آخری فیصلہ ہوگا، جہاں جزا سزا کا فیصلہ ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ نے مساجد آباد کرنے والوں کی یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ اُن کو آخرت پر بھی ایمان ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کی زندگی اور وہاں حساب کتاب کو بھی وہ برحق سمجھتے ہیں اور جب برحق سمجھتے ہیں تو جہاں مسجد میں عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے باقی احکامات پر بھی عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں، اُس کے انعامات کے وارث بنیں۔ اور پھر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل ہوگا، اس یقین پر انسان قائم ہوگا کہ آخرت کے سوال جواب سے بھی گزرنا پڑنا ہے تو پھر انسان خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے گا۔ اپنی تمام تر توجہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عبادت کرے گا اور حدیث میں آیا ہے کہ بہترین عبادت نماز ہے۔

(جامع الأحادیث از جلال الدین سیوطی باب الھمزہ مع الفاء جلد 5 صفحہ 186 حدیث نمبر 3952 بحوالہ المکتبۃ الشاملۃ CD)

جب مومنین کی جماعت نماز کے لئے جمع ہوتی ہے تو پھر جہاں خدا تعالیٰ کی وحدت کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے وہاں ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات اور جماعتی وابستگی اور وحدت کا بھی اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ پھر اُن تمام نیک اعمال بجالانے کی طرف بھی توجہ جاتی ہے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حق سے ہے یا اُس کی مخلوق کے حق سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پھیلانے کا حق ادا کرنے کے لئے اور مخلوق کا حق ادا کرنے کے لئے کیونکہ ہمیشہ وسائل کی ضرورت ہے اس لئے مساجد آباد کرنے والوں کے عملوں کے ذکر میں یہ اہم بات بھی اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمادی کہ وہ زکوۃ دینے والے ہوتے ہیں، مالی قربانی کرنے والے ہوتے ہیں۔ اپنے مال کو اپنے تک محدود نہیں رکھتے بلکہ دین اور مخلوق کے حق کی ادائیگی کے لئے اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہاں زکوۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور قرآنِ کریم میں دوسرے کئی مقامات پر نماز کے قیام کے ساتھ عمومی مالی قربانی کا ذکر کیا گیا ہے تا کہ جہاں دینی ضروریات پوری ہوتی ہوں وہاں محروم طبقہ کی ضرورت بھی پوری ہو رہی ہو۔

پس مسجدیں اور اُنہیں آباد کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کا اُٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوتا ہے۔ اُن کے دل میں خدا کا خوف اور خشیت ہوتی ہے۔ اُس پیار کی وجہ سے جو اُنہیں خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے اور پھر یہ خوف اور خشیت مزید نیکیوں کی طرف لے جا رہی ہوتی ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت یافتوں میں شمار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناروے کی جماعت نے بڑی قربانی دی ہے اور مسجد نصر کے لئے تقریباً ایک سو چار (104) ملین کرونز خرچ جماعت نے اُٹھایا ہے۔ کچھ ابتدائی خرچ مرکز نے دیا تھا باقی جماعت نے اُٹھایا ہے۔ گو کہ اس میں بڑا لمبا عرصہ لگ گیا جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا لیکن جب مَیں نے جماعت کو دو ہزار پانچ (2005ء) میں اس طرف توجہ دلائی ہے، تو فوری توجہ پیدا ہوئی پہلے توجہ بھی کم تھی۔ اُس وقت کسی نے اپنا مکان بیچ کر وعدہ کیا اور اس کی ادائیگی کی۔ مجھے لکھا مَیں مکان بیچ رہا ہوں، کسی نے کار بیچ کر رقم مسجد کو ادا کی، کسی نے زائد کام کیا کہ اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر ہو جائے اور میں زیادہ سے زیادہ چندہ دے سکوں۔ اللہ کے فضل سے بعض عورتوں نے قربانیاں دیں، بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے کاروبار بند ہونے کے باوجود بھی اپنے وعدے پورے کئے۔ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ آج کل حالات کی وجہ سے اُن کے کاروبار میں کچھ نقصان ہے تو اللہ تعالیٰ اُن میں برکت ڈالے۔

مَیں امید کرتا ہوں کہ یہ سب قربانیاں اس سوچ کے ساتھ ہوئی ہوں گی کہ ہم نے مسجد کو آباد کرنا ہے اور آباد اُس طریق پر کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ اپنے ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کرتے ہوئے، اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت پیدا کرتے ہوئے، حقوق العباد کی ادائیگی کی سوچ رکھتے ہوئے، اعمالِ صالحہ بجا لانے کے معیار حاصل کرتے ہوئے، اپنے بچوں اور نسلوں میں بھی مسجد اور خدا کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، پھر اسی طرح اس زمانے میں جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے، اُس کے ہاتھ مضبوط کرتے ہوئے، اُس کے مشن کو آگے چلانے کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہوئے یہ پیغام پہنچانے کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، دعوتِ الی اللہ کی طرف توجہ دیتے ہوئے اسے آباد کرنا ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے، یہ مسجد ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈال رہی ہے۔ ہم نے مسجد بنا کر اپنے اوپر عائد ذمہ داریوں کو بہت وسعت دے دی ہے۔ اگر اس ذمہ داری کو ادا نہ کر سکے تو خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر سے محروم ہو سکتے ہیں۔ اللہ نہ کرے کبھی ایسا ہو۔

پس جہاں ہمارے لئے یہ ایک بہت بڑی خوشی ہے کہ ناروے میں پہلی احمدیہ مسجد تعمیر ہوئی ہے وہاں فکر کا مقام بھی ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی اس فکر کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے والا ہو، اپنی ذمہ داریاں نبھانے والا ہو۔ بڑی بڑی خطیر رقمیں پیش کر کے اس مسجد کی جو تعمیر کی گئی ہے اور اُسے خوبصورت بنایا ہے اور کسی نے لاکھوں کرونز خرچ کر کے کارپٹ ڈلوا دیا۔ کسی نے لاکھوں کرونز خرچ کر کے فرنیچر دے دیا۔ تمام مسجد کے کمپلیکس کے لئے فرنیچر مہیا کر دیا تو یہ ایک دفعہ کی قربانی نہ ہو یا ایک دفعہ کی قربانی پر یہ لوگ خوش نہ ہو جائیں۔ صرف خوبصورت فرنیچر اور سجاوٹ دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ یہ ہمارے لئے کافی ہو گیا ہے بلکہ اس کی اصل خوبصورتی کو قائم رکھنے والے ہوں جو پانچ وقت کی نمازوں سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے مسجدوں کی تعمیر کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ:

''مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اُن نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے

ساتھ نماز پڑھتے ہیں ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں''۔ (اُس زمانے میں ویران تھیں) ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چھوٹی سی تھی۔ کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے''۔ فرمایا ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دنیاداروں نے ایک مسجد بنوائی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے گرادی گئی۔ اس مسجد کا نام مسجدِ ضرار تھا۔ یعنی ضرر رساں۔ اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملا دی گئی تھی۔ مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 491۔ مطبوعہ ربوہ۔ ایڈیشن 2003ء)

پس یہ تقویٰ ہے جو ہم نے اپنے اندر پیدا کرنا ہے اور اس کا بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اظہار فرمایا ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''قرآنِ شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علّتِ غائی ہے''۔ (یعنی یہی اس کا مقصد ہے) ''اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہو سکتی ہیں''۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 390 مطبوعہ ربوہ۔ ایڈیشن 2003ء)

فرمایا کہ تقویٰ نہیں ہے تو نمازیں بے فائدہ ہیں بلکہ نمازیں دوزخ کی طرف لے جانے والی ہوں گی۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''ساری جڑھ تقویٰ اور طہارت ہے۔ اسی سے ایمان شروع ہوتا ہے اور اسی سے اس کی آبپاشی ہوتی ہے''۔ (ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 550-551۔ مطبوعہ ربوہ۔ ایڈیشن 2003ء) پھر فرمایا: ''اس سلسلے کو خدا تعالیٰ نے تقویٰ ہیکے لئے قائم کیا ہے''۔ (یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ نے ہم پر ڈالی) ''کیونکہ تقویٰ کا میدان بالکل خالی ہے''۔ فرماتے ہیں ''جو تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہی ہے''۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 649 مطبوعہ ربوہ۔ ایڈیشن 2003)

پس ہمیں ہمیشہ یہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ ہم نے اپنے عہدِ بیعت کو نبھاتے ہوئے وہ نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے جو تقویٰ پر چلتے ہوئے ادا ہوں۔ آج احمدی ہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ جڑ کر اس عرفان کو حاصل کر سکتا ہے۔ پس اگر ہم نے بیعت کا دعویٰ بھی کیا اور تقویٰ کے خالی میدان کو بھرنے کی کوشش نہ کی تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے مقصد کو پورا کرنے والے نہیں ہو سکتے کیونکہ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلے کو خدا تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے ہی قائم کیا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی اس اہم ذمہ داری کو سمجھنے والا ہو۔ ان ممالک میں جو شرک کے گڑھ ہیں اگر ہم نے تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کیں اور اپنی بیعت کے مقصد کو نہ پہچانا تو ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں قابلِ مؤاخذہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور ہمیں اپنے اُن بندوں میں شامل رکھے جن پر اُس کے پیار کی نظر پڑتی ہے۔

یہاں مَیں مسجد نصر کی تعمیر اور تکمیل کے بارے میں بھی کچھ کوائف بیان کروں گا۔ مسجد کے پلاٹ کا کُل رقبہ نو ہزار پانچ سو تریسٹھ مربع میٹر ہے اور مسجد کے پلاٹ کا رقبہ 7759 مربع میٹر ہے۔ مسجد کے مردانہ حصے کا رقبہ 880 مربع میٹر ہے اور تقریباً چودہ سو نمازیوں کی گنجائش ہے۔ گیلری میں جو 298 مربع میٹر ہے، پانچ سو نمازیوں کی گنجائش ہے۔ زنانہ مسجد میں 850 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ پھر نیچے بھی ایک ہال بنایا گیا ہے جو سب سے پہلے بنا تھا اور بغیر مزید تعمیر کے کافی دیر پڑا رہا، اُس میں آٹھ سو پچاس نمازیوں کی گنجائش ہے۔ پھر اسی طرح ایک مشن ہاؤس اپارٹمنٹ بھی ہے۔ اُس میں تین بیڈ روم ہیں، ڈرائنگ روم ہے، سیلف کنڈیکٹ پورا گھر ہے ماشاء اللہ۔ اسی طرح مسجد بیت النصر کے مزید کوائف یہ ہیں کہ کُل ملا کے 2250 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح جو نیچے ہال ہے اُس کی چھت جو ٹیرس (Terrace) کے طور پر استعمال ہو رہی ہے اُس میں بھی اگر موسم کھلا ہو، رَش ہو تو قریباً آٹھ سو سے ہزار نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے مینار کی اونچائی اکیس میٹر ہے۔ گنبد کی اونچائی پانچ میٹر ہے۔ ایک لائبریری بھی ہے۔ ذیلی تنظیموں کے بھی اور مرکزی جماعتی دفاتر بھی ہیں۔ اسی طرح مسجد کا جو لجنہ کا حصہ ہے اس کی اپنی ایک الگ لائبریری ہے اور نیچے اُس کے ساتھ اُن کا دفتر بھی ہے۔ ایک بڑا اور کافی وسیع کچن بھی ہے ماشاء اللہ۔ اسی طرح کونسل سے ایک مسئلہ چل رہا تھا اور لمبے عرصہ سے جو مسجد کی اجازت نہیں مل رہی تھی تو اس کی وجہ وہ سڑک بنانے کا معاملہ تھا جو مسجد کے ایک سائیڈ پر ہے تو جماعت نے لوگوں کی سہولت کے لئے، بہتری کے لئے، رفاہِ عامہ کے لئے وہ سڑک بھی بنا کے دی ہے اور فٹ پاتھ بھی بنا کے دیا ہے۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا کُل ایک سو چار ملین کا اس میں خرچ ہوا۔ ہماری مسجد مین سڑک کے اوپر ہے جو اوسلو ائیر پورٹ جانے والی سڑک ہے۔ اور شہر میں آتے جاتے یہ نظر آتی ہے۔ اس کا بڑا خوبصورت نظارہ ہے۔ یہ E-6 موٹروے پر واقع ہے۔ روزانہ اسّی ہزار گاڑیاں اس سڑک سے گزرتی ہیں۔ یہاں انڈر گراؤنڈ سروس اور بس سروس بھی مہیا ہے۔ گویا ایک مرکزی جگہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائی ہے۔ خدا کرے کہ اس کی آبادی بھی اسی جذبے سے ہو جو عموماً یہاں کے احمدیوں نے اس کی تعمیر میں دکھایا ہے۔

اللہ کرے کہ یہ مسجد اس علاقے کے لوگوں کے دل کھولنے کا ذریعہ بنے۔ مقامی لوگ تو عموماً خوش ہیں لیکن اس علاقے میں جو مسلمان آباد ہیں جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا وہ مُلّاؤں کے غلط اور ظالمانہ الزامات کی وجہ سے مخالفت میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اس لئے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مسجد کی تعمیر کے دوران یہاں توڑ پھوڑ کی کوششیں ہوتی رہیں لیکن ہم تو صبر اور دعا سے کام لینے والے ہیں اور لیتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والوں کے لئے یہ دعا کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ اُن کو صراطِ مستقیم کی طرف لے کر آئے، اُن کی رہنمائی فرمائے۔ جہاں تک غیر مسلموں کا تعلق ہے گو وہ خوش تو ہیں لیکن ہماری خوشی تب ہوگی جب ان کے دل اسلام کی خوبصورت تعلیم کے قبول کرنے کے لئے کھلیں گے لیکن اس کے لئے ہمیں اس پیغام کے پھیلانے کے لئے بھرپور کوشش کرنی ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جہاں مسلمانوں کو کوئی نہ جانتا ہو وہاں مسجد بنا دو تو تمہارا تعارف خود بخود ہو جائے گا (ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 93 مطبوعہ ربوہ۔ ایڈیشن 2003ء) اور اللہ کے فضل سے یہ مسجد کی تعمیر ثابت کر رہی ہے کہ اس علاقے میں اس ملک میں جماعت کا تعارف ہو رہا ہے۔ ہمیں ان لوگوں کو یہ بتانا ہوگا کہ مساجد وہ جگہیں ہیں جہاں خدائے واحد کی عبادت کی جاتی ہے اور خدا کے حقیقی عبادت گزار کبھی اُس کی مخلوق کا بُرا نہیں چاہ سکتے۔

پس ہماری مسجدیں اور یہ مسجد بھی ہر جگہ ہمیشہ امن اور محبت اور پیار کا نعرہ بلند کرے گی۔ خدا کرے کہ ہم مسجد کی تعمیر کے مقصد کو پورا کرتے ہوئے اپنے تقویٰ میں، اپنی روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں، اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کر کے سکونِ قلب کے سامان پیدا کرنے والے ہوں اور ہم میں سے ہر ایک محبت، پیار اور بھائی چارے کا ایک نمونہ بننے والا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''جس قدر تم آپس میں محبت کرو گے اُسی قدر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا''۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 537-538 مطبوعہ ربوہ۔ ایڈیشن 2003ء)

اللہ کرے کہ ہم آپس کی محبت میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں، کیونکہ جب تک آپس کی محبت میں اعلیٰ معیار حاصل نہیں کریں گے تو غیروں کو بھی محبت کی صحیح تعلیم نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد ایک افسوسناک اطلاع بھی ہے، مَیں ابھی جمعہ کی نماز کے بعد یا نمازوں کے بعد ایک جنازہ غائب پڑھوں گا جو مکرم سفیر احمد بٹ صاحب ابن مکرم حمید احمد بٹ صاحب کراچی کا ہے۔ یہ سندھ کے رہنے والے تھے۔ 1972ء میں وہاں پیدا ہوئے۔ وہیں ایف۔ اے تک تعلیم حاصل کی۔ اِن کے دادا حافظ عبدالواحد صاحب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے محافظ تھے جو کہ واقفِ زندگی تھے۔ سفیر بٹ صاحب حافظ عبدالواحد صاحب کے پوتے تھے۔ ان کے والد حمید احمد بٹ صاحب، تعلیم الاسلام پرائمری سکول بشیر آباد کے ٹیچر تھے۔ 25 ستمبر کو نامعلوم افراد نے مکرم سفیر احمد بٹ صاحب پر فائرنگ کر دی جس سے وہ وفات پا گئے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ پولیس میں اے ایس آئی تھے۔ اچھے بہادر اور جرأت مند پولیس والوں میں شمار ہوتے تھے۔ کسی کی فون کال آئی جس پر یہ موٹر سائیکل لے کر چل پڑے۔ اور جہاں جانا تھا، جاتے ہوئے راستے میں ان پر فائرنگ ہوئی۔ ایک عرصے سے ان کو پولیس میں سپیشل ڈیوٹی پر دہشت گردوں اور جو نشہ آور چیزیں بیچتے ہیں، ان کے خلاف مہم میں استعمال کیا جا رہا تھا۔ انہوں نے کافی کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ بظاہر وجہ یہی لگتی ہے کہ اس وجہ سے ان کو شہید کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

احمدی ایک تو احمدیت کی وجہ سے بھی، مذہب کی وجہ سے بھی پاکستان میں شہید ہوتے ہیں اور وہاں جو عمومی لاقانونیت ہے اُس کی وجہ سے بھی احمدیوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ اور پھر احمدی جو حکومتی محکموں میں فرائض ادا کر رہے ہیں، ملک کی بہتری کے لئے کوشش کر رہے ہیں، وہ ملک کی خاطر بھی قربان ہو رہے ہیں۔ اُس کے باوجود یہ شکوہ ہے کہ احمدی ملک کے وفادار نہیں ہیں۔ جہاں کہیں کسی خاص جگہ پر کسی بہادر ہمت والے اور انصاف پسند کی ضرورت پڑے تو وہاں احمدی ہی کی تعیناتی کی جاتی ہے۔ یہ موصی بھی تھے۔ ربوہ میں ان کی تدفین ہوئی۔ گو پولیس نے آ کے بڑا آنر دیا اور اپنی روایات کے مطابق ان کا جنازہ وغیرہ بھی پڑھا۔ لیکن جب یہ قربانیاں ہو جائیں تو پھر بھی علماء اور نام نہاد ملّاں یہی الزام دیتے ہیں کہ احمدی ملک کے وفادار نہیں، جبکہ آج حقیقی وفاداری کا نمونہ دکھانے والے صرف احمدی ہیں۔ بہرحال جو ہمارا کام ہے ہم نے کئے جانا ہے۔ اللہ ان لوگوں کو بھی عقل اور سمجھ دے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے۔ ان کے بچے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے بیوی بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ دے۔

☆☆☆

ضروری اعلان

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ فون نمبر 220036 جو کہ مرکز قادیان میں ہے یہ فون نمبر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ومغفور کے گھر کا نمبر ہے جو کہ ذاتی ہے۔ یہ نمبر بعض زونل امیر، امیر یا دفاتر کے لیٹر پیڈ یا پتہ جات جو کہ پرانے ہیں ان میں درج ہے جس کی وجہ سے محترمہ حضرت بیگم صاحبہ کو احباب جماعت کی طرف سے دفتری فون ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے دقت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا فوری طور پر لیٹر ہیڈ یا پتہ جات میں سے اس نمبر کی درستی کر لی جائے۔ نیز نظارت علیا سے رابطہ کیلئے درج ذیل فون و فیکس نمبر نوٹ کر لیں۔

محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کے آفس کا نمبر 220313, 220365 اور فیکس نمبر 220105 ہے۔ ہر فون نمبر سے قبل قادیان کا کوڈ نمبر 01872 لگانا ہوگا۔ اور بیرون ملک والوں کو قادیان کے کوڈ 1872 سے پہلے 0091 لگانا ہوگا۔ مکرم نائب ناظر اعلیٰ کے آفس کا نمبر 220370 ہے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے متعلق صحابہ کرامؓ کی روایات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کے سلسلہ میں صحابہ کرام کی روایات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے متفرق واقعات آپ کے سامنے پیش کروں گا جو مَیں نے رجسٹر روایات صحابہ سے لئے ہیں۔ لیکن ہر روایت میں ایک چیز مشترک نظر آتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان کا بڑا احترام کیا کرتے تھے۔ ہر ایک کی مہمان نوازی انتہائی عزت و احترام سے کرتے تھے۔ اکرامِ ضیف کا بڑا خیال رکھا کرتے تھے۔

حضرت شیخ اصغر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد شیخ بدر الدین صاحب کہتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمانوں کی خاطر تواضع کا خود بہت خیال فرمایا کرتے تھے۔ بھائی حافظ حامد علی صاحب مرحوم کو اس طرف توجہ دلانے کے علاوہ خود بھی خاص واقفیت اس پہلو میں رکھا کرتے تھے۔ اور مہمانوں کی حیثیت کے مطابق کھانا بہم پہنچانے کا اہتمام ہوا کرتا تھا۔ غالباً 1902ء میں جب میں ایمن آباد سے قادیان دارالامان آرہا تھا تو مرحوم و مغفور سید ناصر شاہ صاحب لاہور اسٹیشن پر جس کمرہ انٹر کلاس میں قادیان آنے کے واسطے بیٹھے ہوئے تھے اس میں اتفاق سے میں بھی آ بیٹھا اور ہم دونوں اکٹھے آئے۔ لاہور سے بارش ہونی شروع ہوئی اور جب گاڑی بٹالے پہنچی تو زور کی بارش تھی۔ اترتے ہی ہم نے مسافر خانہ میں ہی یکّہ کرائے پر کیا اور روانہ ہوئے۔ بارش شاید قادیان کے موڑ پر پہنچنے کے بعد بند ہوئی تھی۔ دارالامان پہنچنے پر ہم دونوں کو حضرت اقدس کے حکم سے اُس کمرہ میں جگہ دی گئی جس میں بُک ڈپو ہے اور شاید حامد علی شاہ صاحب مرحوم و مغفور کے خرچ سے تازہ بنوایا گیا تھا۔ حضور انور کے حکم سے مجھ کو جہاں تک یاد ہے صبح ناشتے میں عمدہ حلوہ بھی ہوتا تھا اور مکلّف کھانا گھر سے آتا تھا۔ مجھ کو خیال ہے کہ حضور انور شاہ صاحب مرحوم سے دریافت بھی فرماتے تھے کہ آپ لوگوں کو کوئی تکلیف تو نہیں تھی۔ مہمان کا احترام حد درجہ حضور انور کے زیرِ نظر رہتا تھا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 4 صفحہ 168 غیر مطبوعہ)

پھر منظور احمد صاحب ولد مولوی دلپذیر صاحب جو بھیرہ کے تھے، وہ لکھتے ہیں کہ ''میرے والد بزرگوار بہت پہلے کے احمدی ہیں۔ 1894ء میں مع اپنی والدہ کے پہلی دفعہ حضرت خلیفۂ اوّل سے ملنے کے لئے قادیان آئے اور مع والدہ کے اُسی وقت بیعت کی۔ خلیفہ اول بچپن میں میرے دادا بزرگوار سے کچھ پڑھتے رہے تھے اور جو میرے دادا بزرگوار کی تیسری بیوی تھی حضرت خلیفۂ اوّل کی منہ بولی بہن تھی۔ والد بزرگوار سے میں نے پوچھا کہ کوئی اُس وقت کا واقعہ یاد ہے؟ تو آپ نے بتایا کہ ہم آٹھ آدمی تھے کہ حضور کے ساتھ ایک دن دوپہر کا کھانا مسجد مبارک میں جو اپنی پہلی حالت پر تھی، کھانے بیٹھے تھے۔ (یعنی اُس وقت چھوٹی تھی، آٹھ دس آدمی ایک صف میں کھڑے ہوتے تھے) جن میں حضور اور خلیفہ اوّل بھی شامل تھے۔ دو قسم کا سالن تھا اور دونوں میں گوشت تھا۔ حضور اپنے سالن سے کبھی بوٹی اُٹھا کر باری باری سے دوسروں کے سالن میں رکھ دیتے تھے اور ایسا ہی خلیفۂ اوّل بھی۔ مہمانوں میں سے ایک نے عرض کیا حضور کھانے کے ساتھ آم کیسا ہے؟ (یعنی اگر آم ہو جائے کھانے کے ساتھ تو کیسا لگے؟) آپ نے فرمایا بہت اچھا۔ بڑی اچھی بات ہے۔ تو دوسرے نے عرض کیا حضور میں بازار سے لے آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھہر جائیں یا کچھ اور فرمایا یہ ٹھیک یاد نہیں رہا۔ کہتے ہیں بہر حال ابھی بات ہو رہی تھی کہ ایک آدمی بٹالہ سے آموں کا پارسل لے کر آ گیا جس میں آٹھ ہی آم تھے جو بڑے بڑے تھے۔ سب کے آگے حضور نے ایک ایک رکھ دیا۔ پھر چاقو پوچھا تو ایک نے چاقو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا پھانکیں کریں۔ انہوں نے سب کی پھانکیں کر کے آگے رکھ دیں۔ حضور اپنے آگے کی پھانکوں میں سے ایک ایک کر کے باری باری سب کے آگے رکھ دیتے رہے۔ یاد نہیں کہ حضور نے اُن میں سے آپ بھی کوئی کھائی ہو''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 5 صفحہ 37-36 غیر مطبوعہ)

تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیسی مہمان نوازی کی ان مہمانوں کی کہ ایک مہمان نے خواہش ظاہر کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کا انتظام بھی فرما دیا۔ پھر حضرت فضل الٰہی صاحب ولد مولوی کرم دین صاحب مرحوم کہتے ہیں کہ ''قادیان میں یہ عاجز کثرت سے لاہور سے جایا کرتا تھا۔ اکثر حضرت مفتی محمد صادق صاحب رفیقِ سفر ہوتے۔ اور کئی دفعہ حضرت اقدس اندر بلا لیتے اور بڑی شفقت سے خود نیچے جا کر چائے وغیرہ خود اُٹھا کر لاتے اور مہمان نوازی فرماتے اور مسجد مبارک میں حضرت اقدس کے ساتھ بیٹھ کر بہت دفعہ کھایا پیا۔ کئی دفعہ حضور نے اپنے کھانے میں سے عاجز کو بھی کوئی چیز عنایت فرمائی۔ از روئے شفقت ایک دفعہ حضرت اقدس بعد نماز مغرب مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر شہ نشین پر مشرق کی طرف رُخ فرمائے بیٹھے تھے اور یہ عاجز مغرب کی طرف منہ کر کے حضور کے سامنے بیٹھا تھا کہ مشرق سے چاند کا طلوع ہوا جو قریباً چودہ یا پندرہ تاریخ کا چاند تھا۔ اُس وقت مجھے حضور کے چہرہ مبارک سے شعاعیں نکلتی اور چاند کی شعاعوں سے ٹکراتی نظر آتی تھیں''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 6 صفحہ 8 الف 8 ب غیر مطبوعہ)

پھر حضرت میاں چراغ دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد میاں صدر الدین صاحب کہتے ہیں کہ شیخ مظفر الدین صاحب آف پشاور کے والد صاحب نے لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی۔ کمرہ چھوٹا تھا اور لوگ زیادہ آ گئے تھے۔ مَیں حضور کے پاس کھڑا تھا، بیٹھنے کے لئے جگہ نہ تھی۔ حضور نے مجھے دیکھ کر اور اپنا زانو اُٹھا کر اور مجھے اپنے دستِ مبارک سے پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ کھاؤ۔ اس پر مَیں نے حضور کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 4 صفحہ 58 غیر مطبوعہ)

حضرت ذوالفقار علی خان صاحب ولد عبد العلی خان صاحب رام پور کے تھے، یہ کہتے ہیں کہ ''جب مَیں آتا تھا تو میرے کھانے میں پلاؤ ضرور ہوتا تھا۔ ایک دن مَیں نے حافظ حامد علی صاحب مرحوم سے پوچھا کہ پلاؤ دونوں وقت کیوں ہوتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا جب آپ پہلی بار آئے تھے تو حضور نے مجھے بلا کر فرمایا تھا کہ تحصیلدار صاحب کے لئے پلاؤ ضرور لایا کرو۔ حضور نے میرے باورچی سے ایک مرتبہ گورداسپور میں بریانی پکوائی تھی اُس سے غالباً خیال کیا ہوگا کہ یہ اکثر کھاتے ہیں جبھی باورچی مشّاق ہے اور یہ واقعہ تھا اس لئے ہدایت فرمائی کہ تکلیف نہ ہو''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 6 صفحہ 379 غیر مطبوعہ)

(یعنی کسی وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ہاں گئے تھے، یہ تحصیلدار تھے۔ وہاں بریانی پکائی گئی تھی جو اچھی تھی۔ اُس باورچی نے جو بریانی پکائی تھی اُس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خیال ہوا کہ یہ لوگ اکثر کھاتے ہیں تبھی باورچی جو ہے وہ اچھی بریانی پکاتا ہے۔ اس بات پہ جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں حاضر ہوئے تو آپ نے اُن کی مہمان نوازی اس طرح فرمائی کہ فرمایا کہ اِن کو دونوں وقت پلاؤ بنا کے کھلایا کرو۔)

حضرت بدر دین صاحب ولد گل محمد صاحب مالیر کوٹلہ کے تھے، کہتے ہیں کہ ''ایک روز عاجز اپنے والد صاحب کے ہمراہ بورڈنگ والے کنویں سے پانی نکال رہا تھا، رات کے نو بج چکے تھے اور نمازِ عشاء بھی ہو چکی تھی تو حضور اپنے ہاتھ پر ایک پیالہ جس میں دودھ اور ڈبل روٹی پڑی تھی، اُٹھائے کنویں پر آ گئے اور آ کر میرے والد صاحب سے فرمانے لگے: بابا جی کوئی مہمان بھوکا ہے۔ اس پر والد صاحب نے کہا کہ حضور میاں نجم الدین تو سب جگہوں سے دریافت کر گئے ہیں سب نے کھانا کھا لیا ہے۔ تب حضور نے فرمایا اچھا میرے ہمراہ چلو۔ تب ہم دونوں باپ بیٹا حضور کے ہمراہ ہو لئے۔ جب مہمان خانہ میں جا کر مہمانوں سے معلوم کیا تو کوئی نہ ملا۔ تو پھر ہم شیر محمد صاحب دوکاندار والی دوکان جو اُس وقت کھلی تھی اُس کے پاس پہنچے تو وہاں سے ایک صاحب نے کہا کہ حضور! مَیں نے تو دودھ ڈبل روٹی کھانی ہے۔ اس پر حضور نے وہ پیالہ اُس صاحب کو دے دیا''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 7 صفحہ 170 غیر مطبوعہ)

(مہمانوں کی تلاش میں تھے یقیناً اللہ تعالیٰ نے بتایا ہوگا کہ ایک مہمان کی یہ خواہش ہے تو آپ گھر سے وہ لے کر آئے) حضرت نور احمد خان صاحب ولد چوہدری بدر بخش صاحب لکھتے ہیں کہ ''مجھے جلسہ سالانہ پر آنے کا اتفاق ہوا۔ دوآبہ یعنی ضلع جالندھر اور ہوشیار پور کے تمام احمدی ایک ہی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ چوہدری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھگڑھ بھی تھے۔ رات کو قادیان پہنچے تھے۔ کمرہ میں بستر رکھ کر تمام دوست بیٹھ گئے مگر نصف رات تک کھانا نہ ملا۔ لوگ بہت بھوکے تھے اور بار بار چوہدری صاحب مذکور کے پاس شکوہ کرتے تھے کہ ابھی تک کھانا نہیں ملا۔ اخیر چوہدری صاحب نے کہا کہ بازار میں جا کر دودھ پی لو۔ مگر اتنی بے چینی پیدا نہ کرو، کھانا مل جائے گا۔ لوگ کھانے کا انتظار کر کے تھک گئے، آخر بہت دوست بھوکے سو گئے۔ رات نصف سے زیادہ گزر چکی تھی، اچانک چند آدمی نمودار ہوئے، کہنے لگے کہ حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے کہ مہمان بھوکے ہیں، اُن کو کھانا کھلاؤ۔ بدیں وجہ لوگ کمروں میں جگا جگا کر کھانا دے رہے ہیں، ہمارے کمرے میں بھی چند آدمی کھانا لے کر آئے۔ چوہدری صاحب نے تمام دوستوں کو جگا کر کھانا کھلایا، ہمارے ساتھ چوہدری غلام قادر صاحب سڑوعہ والے بھی تھے انہوں نے کہا کہ یہ کھانا خدا نے جگا کر دیا ہے وہ بقیہ ٹکڑے بطور تبرک کے کہ یہ الہامی کھانا ہے اپنے پاس سڑوعہ کو لے گئے''۔ (جاتے ہوئے اپنے ساتھ ہی لے گئے)۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 6 صفحہ 274-273 غیر مطبوعہ)

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب انچارج نور ہسپتال جو بڑا لمبا عرصہ حضرت مصلح موعود کے معالج بھی رہے ہیں، بلکہ وفات تک آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے وہ لکھتے ہیں کہ ''جلسہ کے موقع پر ایک شب بحیثیت اپنی جماعت کے سیکرٹری کے صدر انجمن احمدیہ کے اجلاس میں میری حاضری ہوئی۔ یہ اجلاس بعد نماز مغرب اور عشاء مسجد مبارک میں منعقد ہوا۔ خاکسار اپنی ناتجربہ کاری اور سادگی کی وجہ سے یا شوق کی وجہ سے اعلان شدہ وقت کے اول وقت میں ہی اجلاس کے مبارک مقام یعنی مسجد مبارک میں پہنچ گیا۔ گو وہ وقت کھانے کا تھا اور مجھے سخت بھوک بھی لگی ہوئی تھی کیونکہ صبح آٹھ بجے کا کھانا کھایا ہوا تھا مگر جلسہ کے احترام کی وجہ سے یا پابندئ وقت کے خیال سے خاکسار نے اپنی ناچیز حاضری کو اول درجے پر برقرار رکھا۔ یعنی نمازہائے مغرب وعشاء جو جمع ہو کر ادا ہوئی تھیں کے بعد بجائے باہر جانے کے مسجد میں ہی بیٹھ گیا اور جلسے کے انعقاد کی انتظار کرنے لگا۔ ممبران کی آمد دیر کے بعد شروع ہوئی اور قریب ساڑھے نو بجے کے جلسے کی کارروائی شروع ہوئی اور قریباً گیارہ بارہ بجے جلسہ ختم ہوا۔ اس دوران میں شدت بھوک کی وجہ سے خاکسار کی حالت ناگفتہ بہ رہی اور یہ شدت مجھے دیر تک یاد رہی اور اب تک بھی بھولی نہیں۔ جلسہ سے فارغ ہو کر جب میں اپنے جائے قیام پر گیا تو جماعت پٹیالہ کے احباب میں سے غالباً حافظ بھائی ملک محمد صاحب میرے لئے

ایک روٹی کا ٹکڑا لے آئے تھے۔ لنگر خانہ بند ہو چکا تھا، مَیں نے اس ٹکڑے کو چبانا شروع کر دیا۔ ابھی وہ ختم نہ کیا تھا کہ ایک زبردست دستک ہمارے کمرے کے دروازے پر پڑی اور آواز آئی کہ کوئی مہمان بھوکا ہو جس نے کھانا نہ کھایا ہو وہ آجائے، اور چل کر لنگر خانے میں کھانا کھا لے۔ خاکسار کے ساتھیوں نے مجھے بھی نکال باہر کیا اور لنگر میں پہنچ کر جو کچھ ملا بعد شُکر کھایا۔ اگلے روز قریباً دس بجے دن کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مسجد مبارک کے چھوٹے زینے کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا اور خدام کو گلی میں حضور کی طرف رُخ کئے ہوئے کھڑے دیکھا اور حضور کے سامنے حضرت مولوی نورالدین صاحب بھی تھے اور حضور کچھ جوش کے ساتھ ارشاد فرما رہے تھے کہ مہمانوں کے کھانے وغیرہ کا انتظام اچھا ہونا چاہئے۔ رات مجھے الہام ہوا۔ یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ کہ اے نبی! بھوکے اور مُعتر لوگوں کو کھانا کھلا۔ چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ آدھی رات کو جگانا اس الہام کی بنا پر تھا''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 8 صفحہ 193-192 غیر مطبوعہ)

حضرت مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد صدر دین صاحب فرماتے ہیں کہ:

'' ایک سالانہ جلسے پر حضور نے فرمایا۔ سب آنے والوں کو ایک ہی قسم کا کھانا کھلاؤ۔ اس پر خواجہ صاحب یا کسی اور نے عرض کیا کہ حضور بعض غرباء ایسے بھی آتے ہیں جن کو اپنے گھر میں دال میسر نہیں آتی اس لئے اُن کو یہاں دال کھلانا معیوب نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ گو اُن کو گھر میں دال نہ ملتی ہو لیکن جب دوسرے کو گوشت یا پلاؤ کھاتے ہوئے دیکھیں گے تو اُن کو کھانے کی خواہش مزید پیدا ہو گی اور بصورت نہ ملنے کے اُن کی دل شکنی ہو گی۔ میرے مرید خواہ وہ غریب ہوں یا امیر، میرا اُن کے ساتھ ایک ہی جیسا تعلق ہے اس لئے ایک ہی قسم کا کھانا پکاؤ۔ گوشت پلاؤ وغیرہ دو تو سب کو دو اور دال دو تو سب کو دو''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 8 صفحہ 64 غیر مطبوعہ)

پس ہمیشہ یہی اصول مدّنظر رکھنا چاہئے۔ حضرت مفتی چراغ صاحب ولد مفتی شہاب الدین صاحب لکھتے ہیں کہ'' حضرت صاحب کو کپورتھلہ کی جماعت سے خاص اُنس تھا۔ حضور نے الگ اس جماعت کے لئے پلاؤ تیار کروایا تھا۔ جب تیار ہو چکا تو حضور نے کسی کو فرمایا کہ جماعت کو کھلا دو۔ (یہ جلسے کے علاوہ کی بات تھی) اُس شخص نے عرض کیا کہ حضور وہ تو چلے گئے ہیں۔ فرمایا یکّہ پر کھانا بٹالہ لے جاؤ اور جب وہ سٹیشن پر اُتریں تو کھانا پیش کر دو۔ اُن کے پیچھے کھانا بھجوایا۔ چنانچہ حضور کا آدمی یکّہ پر، ٹانگے پر کھانا لے کر ہمارے پاس سے گزر گیا۔ ہمیں علم نہ ہوا۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو حضور کی طرف سے کھانا پہلے موجود تھا۔ حضور کے آدمی نے کہا کہ کھانا کھا لیں۔ ہم حیران ہوئے کہ یہ کھانا کہاں سے آیا اِس پر اُس نے سارا قصہ سنایا''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 12-11 غیر مطبوعہ)

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل بیان فرماتے ہیں کہ'' حضور علیہ السلام کے وقت میں جلسہ سالانہ اُس جگہ ہوا کرتا تھا جہاں آج کل مدرسہ احمدیہ اور مولوی قطب دین صاحب کے مطبّ کی درمیانی جگہ ہے۔ یہاں ایک پلیٹ فارم بنایا گیا تھا جس پر جلسہ ہوتا تھا۔ حضرت صاحب کے زمانے میں جلسے کے دنوں میں عموماً ہم زردہ پلاؤ ہی کھایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ بہت قحط پڑ گیا اور آٹا روپے کا پانچ سیر ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو لنگر کے خرچ کی نسبت فکر پڑی تو آپ کو پھر الہام ہوا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ آج سے لنگر کا خرچ دوگنا کر دو۔ اور بڑا مرغن شوربہ پکا کرتا تھا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 105 غیر مطبوعہ)

یہ فیض آج تک جاری ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ اب روپے کا پانچ سیر آٹا اُس زمانے میں، آج کل تو بہت مہنگا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فکریں دور کی ہوئی ہیں اور دنیا میں ہر جگہ لنگر کے انتظامات بڑے احسن طریقے سے چلتے ہیں۔

حضرت بابو غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافٹس مین۔ یہ کہتے ہیں کہ'' گورداسپور کے مقدمے کے دوران میں ایک رات ٹرین سے ہم اُترے اور سخت تیز ہوا چلی۔ موسم سرما کا تھا، حضور علیہ السلام ایک کوٹھی میں فروکش ہوئے۔ اور آتے ساتھ ہی حکم دیا کہ تکان ہے اب سب سو جائیں۔ ہم سب اپنا اپنا بستر لے کر لیٹ گئے۔ کچھ دیر بعد حضور اپنے بسترے سے اُٹھے اور دبے پاؤں ایک چھوٹی سی لالٹین لئے ہوئے ہر ایک کا بستر ٹٹولا کہ تا یہ معلوم کریں کہ کسی کے پاس بستر ناکافی تو نہیں۔ جس کسی کا بستر اکم دیکھتے حضور اپنے بستر میں سے جا کر کوئی ایک کپڑا اُٹھا لاتے اور اُس پر ڈال دیتے۔ جس طرح سے ماں اپنے بچوں کی حفاظت ایسے سردی کے وقت میں کرتی ہے، حضور نے اپنے بستر میں سے پانچ سات کپڑے نکال کر مہمانوں پر ڈال دیئے۔ میں جاگ رہا تھا اور حضور کی اس شفقت کو دیکھ رہا تھا''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 160-159 غیر مطبوعہ)

حضرت ملک غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد میاں کریم بخش صاحب بیان کرتے ہیں کہ'' ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر مولوی برہان الدین صاحب جہلمی آئے اور ملاقات کی۔ حضرت صاحب نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں غلام حسین! یہ مولوی صاحب تو تمہارے ہیں جہاں تم مناسب سمجھو اُن کو رکھو۔ مَیں نے عرض کیا حضور یہ میرے پاس ہی رہیں گے۔ مولوی صاحب بڑے خوش رہے، فرمایا اِن کا خاص خیال رکھو، بوڑھے ہیں۔ ساتھ سالن بھی اندر سے زیادہ منگوا دیا کرو اور شوربہ زیادہ دیا کرو تا کہ اِن کو تکلیف نہ ہو''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 341-340 غیر مطبوعہ)

حضرت چوہدری عبدالعزیز صاحب ولد چوہدری احمد دین صاحب کہتے ہیں کہ مَیں یہاں (گوجرانوالہ) سے لاہور کالج میں تعلیم کامل کرنے کے لئے گیا تھا، وہاں سے مَیں اور میاں محمد رمضان صاحب قادیان حضور کی زیارت کے لئے گئے۔ ایک رات ہم وہاں رہے تھے، صبح جب واپس آنے لگے تو حضور نے خود اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ پھر ہم نے کھانا کھایا اور دوپہر کو جب چلنے لگے اور اجازت مانگی تو حضور نے اجازت بھی عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہاں کثرت سے آیا کرو۔ مَیں نے دستی بیعت بھی کر لی تھی مگر میرے ساتھی نے نہیں کی تھی۔ حضور نے ہمیں آتی دفعہ ایک پراٹھا اور کچھ سالن بھی رومال میں باندھ کر اپنے ہاتھ سے عطا فرمایا تھا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 107 غیر مطبوعہ)

حضرت چوہدری عبداللہ خان صاحب ولد چوہدری الٰہی بخش صاحب داتہ زید کا لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ستمبر کے مہینہ میں چوہدری نصراللہ خان صاحب اور میں ظہر کے وقت قادیان پہنچے۔ وضو کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ نماز کے بعد حضرت صاحب محراب میں تشریف فرما ہو گئے۔ چوہدری صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا چوہدری صاحب ابھی آئے ہو، کھانا کھا لو۔ چوہدری صاحب نے مسکرا کر عرض کیا کہ حضور! کھانے کا کوئی وقت ہے؟ مسکرا کر فرمایا چوہدری صاحب! کھانے کا بھی کوئی وقت ہوتا ہے۔ جب بھوک لگی کھا لیا۔ حضور نے خادم کو بھیجا، کھانا تیار کروا کر لایا اور ہم نے مولوی محمد علی صاحب کے کمرے میں بیٹھ کر کھایا۔ اسی سال کا ذکر ہے بارش بڑی ہوئی تھی جس مکان میں آج کل حضرت میاں بشیر احمد صاحب ہیں یہ مہمان خانہ ہوا کرتا تھا (یہ مسجد اقصیٰ کے قریب کا مکان ہے) ہم اُس جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ میاں نجم الدین لنگر خانے کے مہتمم تھے۔ لوگوں نے حضرت صاحب کو آواز دے کر عرض کیا کہ حضور! ایک پٹھان ہے وہ گوشت کے بغیر کھانا نہیں کھاتا۔ حضور نے فرمایا اُس کو گوشت پکا دو۔ میاں نجم الدین صاحب نے عرض کی کہ حضور! بارش کی وجہ سے قصابوں نے گوشت کیا نہیں ہے۔ آج کوئی بکرا وغیرہ قصائیوں نے ذبح نہیں کیا۔ حضور نے فرمایا: اچھا تو مرغ تیار کر کے کھلا دو۔ ایک دن وہ پھر آئے اور حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! ایک پٹھان ہے جو کہتا ہے کہ میں نے کھچڑی کھانی ہے۔ فرمایا اس کو کھچڑی پکا دو''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 273-272 غیر مطبوعہ)

سو مہمانوں کی (جو عام طور پر مہمان آتے تھے) اُن کی خواہشات کا بھی احترام فرمایا کرتے تھے۔

حضرت چوہدری عبدالرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ'' ایک دفعہ حضرت اقدس نے مجھے پانچ سو روپیہ عطا فرمایا اور فرمایا کہ جلسے کا انتظام آپ کے سپرد کرتا ہوں مگر یاد رہے کہ تمام احباب کے لئے صرف ایک ہی قسم کا کھانا تیار کیا جائے۔ (اگر عام دنوں میں عام مہمان آ رہے ہیں تو اُن کے لئے جو اُن کی خواہش ہوتی تھی وہ پکوا دیا جاتا تھا، لیکن جلسے کے لئے فرمایا کہ سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا تیار ہونا چاہئے۔ پہلے بھی ایک روایت آ گئی ہے، اب یہ دوسری روایت ہے)۔ بعض لوگوں نے عرض کی کہ مولوی حکیم فضل دین صاحب زیادہ تجربہ رکھتے ہیں مگر حضور نے کوئی جواب نہ دیا۔ خیر خواجہ کمال دین صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے میرے لئے چاول تیار کروا دو۔ میں نے کہا مجھے تو حضرت صاحب کا حکم ہے کہ سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا تیار کروایا جائے اس لئے اگر آپ چاول کھانا چاہتے ہیں تو اجازت لے دیں۔ کہنے لگے چاولوں کے لئے کیا اجازت مانگوں۔ مَیں نے کہا پھر تو مَیں حضور کی اجازت کے بغیر ایک چاول بھی نہیں دے سکتا۔ اس پر وہ بہت ناراض ہوئے اور جب تک یہاں رہے مجھ پر ناراض ہی رہے۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 11 صفحہ 176-175 غیر مطبوعہ)

میاں عبدالعزیز صاحب مغل رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ'' جب مہمان خانہ اُس مکان میں ہوتا تھا جہاں آج کل حضرت میاں بشیر احمد صاحب رہتے ہیں تو خواجہ کمال الدین صاحب نے لنگر سے ایک بکرے کا گوشت لیا اور تین سیر گھی، کچھ شلجم اور ایک دیگ میں چڑھا کر رات کے وقت پکانا شروع کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اتفاق سے ساڑھے گیارہ بجے مہمانوں کو دیکھنے تشریف لائے۔ دیگ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ کسی نے عرض کیا کہ حضور! یہ شب دیگ ہے۔ فرمایا شب دیگ کیا ہوتی ہے؟ اُس نے کہا کہ حضور! کچھ گھی ہے، کچھ گوشت، اور کچھ شلجم یہ تمام رات پکیں گے۔ فرمایا مجھے تو کچھ ناپسند ہی ہے کہ لنگر سے الگ پکانا ہو۔ (کہ لنگر میں ایک کھانا پک رہا ہے کسی کے لئے اُس سے الگ ایک پکایا جائے) خیر اُس کے بعد حضور تو چلے گئے لیکن جب یہ سب لوگ سو گئے اور دیگ کے نیچے سے آگ ٹھنڈی ہو گئی تو کہتے ہیں کہ دس بارہ کُتّے آ گئے اور انہوں نے دیگ کو اوندھا کیا اور گوشت کھانا شروع کر دیا۔ جب وہ آپس میں لڑنے لگے تو اُن کی نیند کھل گئی۔ انہوں نے کُتّوں کو ہٹایا اور دیکھا کہ دیگ میں بہت کم سالن رہ گیا ہے۔ اور حضرت صاحب سے عرض کیا کہ ہم یہ سالن چوہڑوں کو دے دیتے ہیں۔ فرمایا کہ پہلے ان کو کہہ دینا کہ یہ کُتّوں کا جُوٹھا ہے پھر اُن کا دل چاہے تو لے جائیں، چاہے نہ لے جائیں۔ جب چوہڑوں سے جا کر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ توبہ توبہ۔ ہم کُتّوں کا جُوٹھا کیوں کھانے والے؟ غرض دیگ کو پھینک دیا گیا۔ خواجہ کمال دین صاحب جنہوں نے بڑے شوق سے اپنے کھانے کے لئے لنگر سے ہٹ کے یہ دیگ پکوائی تھی، اُن کے منہ سے کہتے ہیں کہ بے اختیار نکلا کہ'' مرزا جی دی نظر لگ گئی اے''۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 47-46 غیر مطبوعہ)

کھانے کو نہیں ملا بیچاروں کو۔ حضرت ملک غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ'' مولوی عبدالرحمٰن صاحب شہید افغانستان سے آئے تو

حضور سے ملاقات کرنی چاہی۔ کسی شخص نے اُن کو کہا کہ میاں غلام حسین صاحب ملاقات کرایا کرتے ہیں اُس سے کہو۔ وہ مجھے ملے اور فرمایا کہ حضرت صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔ مَیں نے کھانا کھلایا۔ پھر فرمایا کہ حضرت صاحب سے ملنا ہے آپ اطلاع کریں۔ (مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے کھانے کے بعد کہا کہ مَیں نے حضرت صاحب سے ملنا ہے، آپ اطلاع کریں۔) کہتے ہیں قریباً ایک بجے کا وقت تھا، میں اندر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا، کسی لڑکے نے باری (یعنی کھڑکی) کھولی۔ مَیں نے عرض کی کہ حضرت جی! فرمایا جی۔ مَیں نے عرض کیا کہ ایک آدمی کابل سے آئے ہیں، مولوی عبدالرحمٰن اُن کا نام ہے ملنا چاہتے ہیں۔ فرمایا ابھی اذان ہوگی مسجد میں مل لیں گے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! وہ الگ ملنا چاہتے ہیں۔ حضور اندر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر فرمایا کہ جاؤ اُن کو بلا لاؤ۔ مَیں اُن کو اندر لے گیا۔ وہ ڈرتے ڈرتے اندر گئے۔ اُن کے پاس ایک بہت بڑا سردہ کچھ بادام کچھ چلغوزے اور کچھ اور میوہ جات تھے۔ یہ چیزیں انہوں نے حضرت کے حضور پیش کیں۔ حضور تخت پوش پر تشریف فرما تھے۔ فرمایا مولوی صاحب! اتنی تکلیف آپ نے کیوں کی ہے؟ آپ کو تو بہت فاصلہ یہ چیزیں اُٹھانی پڑی ہوں گی۔ عرض کیا کہ حضور ہرگز کوئی تکلیف نہیں ہوئی بلکہ بڑی خوشی سے مَیں آیا ہوں۔ ریل گاڑی پر بھی کم سوار ہوا ہوں۔ بہت سا حصہ پیدل چل کر آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب! چائے پئیں گے یا شربت۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس وقت مَیں کھانا کھا چکا ہوں آپ تکلیف نہ کریں۔ فرمایا نہیں تکلیف بالکل نہیں ہے۔ مجھے فرمایا کہ میاں غلام حسین! ان کو شربت پلاؤ۔ مَیں اندر گیا اور حضرت اُمّ المومنین نے فرمایا۔ پانی ٹھنڈا نہیں ہے بڑی مسجد سے لے آؤ۔ مَیں بڑی مسجد سے پانی لایا (یعنی مسجد اقصیٰ سے) حضرت اُمّ المومنین نے مجھے شربت بنا دیا۔ مَیں نے پیش کیا۔ انہوں نے ایک گلاس پیا۔ حضور نے فرمایا اور پیو۔ چنانچہ ایک گلاس انہوں نے پیا، کچھ باقی بچ گیا۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی، حضور آپ بھی پی لیں۔ فرمایا نہیں، لے جاؤ۔ کہا بس لے جاؤ، مَیں نہیں پیوں گا۔ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ یہ بہت دور سے آئے ہیں، اِن کے لئے کھانا الگ تیار کیا کرو اور اچھا کھانا اِن کو کھلایا کرو۔ وہ کوئی دو ماہ یہاں رہے اور مجھ پر بہت خوش رہے۔ حضرت صاحب نے مجھے خاص ہدایت کی تھی کہ ان کے لئے ایک وقت میں پلاؤ پکایا کرو"۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 326-325 غیر مطبوعہ)

حضرت بابو عبدالعزیز صاحب اوورسیئر گوجرانوالہ کے تھے یہ لکھتے ہیں کہ "مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں صرف ایک دفعہ دو دن قادیان آنے کا اتفاق ہوا۔ اور مَیں طالب علم تھا اور ایک طالب علم میرے ہمراہ تھا۔ میری سابقہ بیعت تحریری تھی اور مَیں دستی بیعت کے لئے حاضر ہوا تھا۔ بیعت کرنے کے بعد شام کو ہم دونوں واپس آنے لگے تو حضور نے خود زبانِ مبارک سے فرمایا تھا کہ آج رات کو مزید رہو۔ اور رات حضور خود اپنے دستِ مبارک سے ہمارے لئے بستر لائے اور ہم کو اپنے ساتھ بٹھا کر وہیں کھانا کھلایا۔ اور دوسرے روز صبح دو پراٹھے رومال میں باندھ کر ہم کو دیئے اور تھوڑی دور گلی میں ہمارے ساتھ ہمراہ آ کر واپس تشریف لے گئے۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جبکہ حضور جہلم میں کرم دین کے مقدمے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ ہاں رات کو ہم دونوں کو گول کمرے کے پاس ملحقہ کسی کمرے میں حضور نے ٹھہرایا تھا۔ وہ پراٹھے مَیں گھر لے آیا تھا اور سب کو بانٹ دیئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے عرصے کے بعد میری والدہ اور میرے بھائی دونوں احمدی ہو گئے۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 12 صفحہ 134 غیر مطبوعہ) (انہوں نے تبرک کو اس کی وجہ سمجھی)۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "حضرت اپنے بیٹھنے کی جگہ کھلے کواڑ نہ بیٹھتے تھے بلکہ کُنڈا لگا کر بیٹھتے تھے۔ (دروازہ بند کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھا کرتے تھے)۔ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب تھوڑی دیر کے بعد آ کر کہتے، 'ابّا کُنڈا کھول'، اور حضور اُٹھ کر کھول دیتے تھے۔ ایک دفعہ حاضرِ خدمت ہوا۔ حضور بوریے پر بیٹھے تھے، مجھے دیکھ کر آپ نے پلنگ اُٹھایا، اندر اُٹھا کر لے گئے۔ مَیں نے کہا حضور مَیں اُٹھا لیتا ہوں۔ آپ فرمانے لگے، بھاری زیادہ ہے، آپ سے نہیں اُٹھے گا۔ اور فرمایا آپ پلنگ پر بیٹھ جائیں، مجھے یہاں نیچے آرام معلوم ہوتا ہے۔ پہلے مَیں نے انکار کیا لیکن آپ نے فرمایا نہیں آپ بلا تکلف بیٹھ جائیں پھر مَیں بیٹھ گیا۔ مجھے پیاس لگی تھی، مَیں نے گھڑوں کی طرف نظر اُٹھائی۔ وہاں کوئی پانی پینے کا برتن نہ تھا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کو پیاس لگ رہی ہے، مَیں لاتا ہوں۔ نیچے زنانہ سے جا کر آپ گلاس لے آئے اور پھر نیچے گئے اور وہاں سے دو بوتلیں شربت کی لے آئے جو منی پور سے کسی نے بھیجیں تھیں۔ بہت لذیذ شربت تھا۔ فرمایا کہ اِن بوتلوں کو رکھے ہوئے بہت دن ہو گئے کیونکہ ہم نے نیت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو پلا کر پھر خود پئیں گے۔ آج مجھے یاد آ گیا۔ چنانچہ آپ نے گلاس میں شربت بنا کر مجھے دیا۔ مَیں نے کہا پہلے حضور اس میں سے تھوڑا سا پی لیں پھر مَیں پیوں گا۔ آپ نے ایک گھونٹ پی کر مجھے دے دیا۔ اور مَیں نے پی لیا۔ مَیں نے شربت کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بوتل آپ لے جائیں اور ایک باہر دوستوں کو پلا دیں۔ آپ نے ان دو بوتلوں سے وہی ایک گھونٹ پیا ہوگا۔ مَیں آپ کے حکم کے مطابق بوتلیں لے کر چلا آیا"۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 13 صفحہ 345-344 غیر مطبوعہ)

حضرت میاں خیر دین صاحب سیکھوانی کہتے ہیں کہ "ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسجد میں محکم الدین صاحب وکیل بیٹھے ہوئے تھے۔ وکیل صاحب نے مجھے کہا کہ کیا آپ پس خوردہ یعنی تبرک کھانا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا، ہاں۔ تو اُسی وکیل صاحب نے حضور کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ حضور نے ایک تھالی چاول اور اُس پر شوربہ بکری کا ڈالا ہوا تھا۔ اور ایک طرف سے چند لقمے کھائے ہوئے تھے ایک خادمہ کے ہاتھ بھیجا جو ہم نے مل کر کھایا۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 14 صفحہ 33 غیر مطبوعہ)

ماسٹر نذیر خان صاحب ساکن ناڈون لکھتے ہیں کہ "ماموں صاحب شہامت خان صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ قادیان جاتے ہوئے مَیں کمال الدین (یہ دوست بھی احمدی تھے) کو اپنے ساتھ قادیان لے گیا۔ ہمارے لئے حضرت صاحب نے مرزا خدا بخش کو مقرر کیا کہ ہمارے کھانے وغیرہ کا انتظام رکھیں۔ آپ نے حکم دیا کہ یہ پہاڑ سے آئے ہیں یہ چاول کھانے کے عادی ہیں، ان کے لئے چاول ضرور تیار کئے جائیں"۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 14 صفحہ 296 غیر مطبوعہ)

(جلسے کے دنوں میں بھی، پاکستان میں بھی ربوہ میں جلسے ہوتے تھے، تو سرحد سے آئے ہوئے لوگوں کے لئے گو باقی سالن تو ایک ہی پکتا تھا۔ لیکن اُن کے لئے خاص اس لئے خمیری روٹی بنائی جاتی تھی کہ وہ فطیری روٹی نہیں کھاتے تھے، یا بعض کے لئے پرہیزی کھانا پکتا تھا، اس لئے اتنی تو احتیاط رکھی جاتی ہے کہ مریضوں کے لئے یا بعض جو خاص کھانے کے عادی ہیں اور دوسرا کھا نہیں سکتے اُن کے لئے بعض چیزیں پک جاتی ہیں لیکن عموماً ایک ہی کھانا پکتا ہے اور اب یہی نظام ہر جگہ رائج ہے کہ عموماً ایک ہی کھانا دیا جاتا ہے۔ اور سوائے اس کے کہ غیر، مہمان آئے ہوں جو کھا نہ سکتے ہوں اُن کے لئے بھی ہے۔ ایک اعتراض یہ رہتا تھا کہ وی آئی پی مارکی۔ حالانکہ کھانا اُس وی آئی پی میں صرف ایک ہی ہوتا تھا۔ اب اُس کا بھی نام بدل دیا گیا ہے۔ reserve کر دیا گیا ہے۔ تو بہرحال جلسے کے انتظام کے لئے عموماً ایک کھانا رکھا جاتا ہے سوائے اُن لوگوں کے لئے جو بالکل خاص چیزیں کھانے کے عادی ہوں)۔

حضرت شیخ جان محمد صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس لکھتے ہیں کہ "میری عمر اس وقت ستاسٹھ سال کی ہے۔ میں نے 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلے بذریعہ خط بیعت کی پھر 1904ء میں بمقام گورداسپور دورانِ مقدمہ مولوی کرم دین بھیں والے میں حاضر ہوا اور سعادۃً دستی بیعت سے مشرف ہوا۔ مَیں منٹگمری سے آیا اور والد صاحب مرحوم چوہدری غلام احمد خان صاحب مرحوم آف کاٹھگڑھ ضلع ہوشیار پور سے بمقام گورداسپور حاضر ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۂ اوّل نے چوہدری صاحب مرحوم کی وجہ سے کہ وہ افیون کھاتے تھے ایک علیحدہ چھولداری ہم کو دے دی جس میں ہم تین ٹھہرے اور دیگر احباب بعض نیچے مکان میں اور بعض چھولداریوں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ چوہدری غلام احمد خان مذکور نے مجھے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ باورچی خانے میں بٹیرے پکائے گئے ہیں مجھے دو بٹیرے لا دو۔ چنانچہ مَیں نے باورچی خانے سے دریافت کیا تو اُس نے بتلایا کہ لاہور سے مہمان آئے ہوئے ہیں یہ اُن کے لئے پکائے گئے ہیں۔ مَیں ان سے اصرار کر رہا تھا کہ چوہدری غلام احمد خان ایک امیر آدمی اور خوش خور ہیں اور میرے والد صاحب کے دوست ہیں تو ضرور دو بٹیرے دے دو (کہ اِن کے لئے مَیں جو لے جا رہا ہوں وہ امیر آدمی بھی ہیں اور اچھا کھانے والے ہیں)۔ اسی اثناء میں حافظ حامد علی صاحب مرحوم بالائی حصہ مکان میں آ گئے اور یہ ماجرا انہوں نے سنا۔ باورچی نے بتلایا کہ خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ آئے ہوئے ہیں، اُن کے لئے بٹیرے پکائے گئے ہیں تو مَیں مایوس ہو کر چھولداری میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حافظ حامد علی صاحب مرحوم ایک طشتری میں دو بٹیرے بُھنے ہوئے لے کر آ گئے اور فرمایا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ جلد اُنہیں بٹیرے پہنچاؤ اور فرمایا کہ کل سب کے لئے بٹیرے پکائے جائیں۔ چنانچہ دوسرے دن ایک بڑے دیگچہ میں بٹیرے پکائے گئے اور سب کو کھلائے گئے۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 15 صفحہ 17 غیر مطبوعہ)

ڈاکٹر سلطان علی صاحب کی روایت ہے جو چوہدری محمد شریف صاحب بی۔اے نیروبی نے تحریر کی ہے کہ "1901ء میں مَیں قادیان گیا اور بوقتِ نماز مغرب قادیان مسجد مبارک میں پہنچا جو اُس وقت بہت چھوٹی سی تھی۔ مغرب کے بعد میرے ایک دوست نے جو ہموطن بھی تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ افریقہ سے آئے ہیں اور چند سال ہوئے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ حضور نے مجھ سے افریقہ کے احمدی دوستوں کے حالات دریافت فرمائے۔ پھر ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی اور میرے ساتھی کو تاکید کی کہ کھانے اور بستر وغیرہ کا خیال رکھیں۔ جب ہم رات کو مہمان خانے میں سوئے تو ایک صاحب دودھ لائے اور فرمایا یہ حضرت صاحب نے آپ کے لئے بھیجا ہے"۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 2 صفحہ 68 غیر مطبوعہ)

منشی امام دین صاحب لکھتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میری اہلیہ قادیان آئیں۔ مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم ساکن تلونڈی جھنگلاں کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں۔ واپسی پر میری اہلیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان پر پہنچیں اور اندر داخل ہونے لگیں تو حضرت صاحب تمام خاندان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ہم جلدی سے واپس ہو گئیں۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا کہ کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ مولوی رحیم بخش صاحب ساکن تلونڈی کی اہلیہ ہیں اور دوسری منشی امام الدین صاحب پٹواری کی اہلیہ ہیں۔ حضور نے اندر بلا لیا۔ اِن دنوں میری اہلیہ کی گود میں عزیزم نثار احمد تھا۔ حضور نے اپنے کھانے سے ایک برتن میں کچھ کھانا ڈال کر دیا۔

میری اہلیہ کو کہا کہ لو یہ کھانا بچے کو کھلاؤ۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا۔ جب کبھی بھی اہلیہ کھانے کے وقت پہنچیں حضور نے بچے کے لئے کھانا دیا اور یہ حضور کی ذرہ نوازی تھی کہ اپنے مریدین سے ایسی شفقت فرماتے تھے۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 11 صفحہ 326-325 غیر مطبوعہ)

حضرت ضمیر علی صاحب ولد محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ ’’کمترین بچپن کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں اکثر جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ہمارے محلے کی بہت سی عورتیں گئیں تو مَیں بھی اُن کے ہمراہ گیا۔ اُن ایام میں میرے دائیں ہاتھ پر ضرب آئی ہوئی تھی کوئی چوٹ لگی ہوئی تھی۔ جب مَیں حضور کے ہاں گیا تو حضور اس وقت مسجد مبارک کے قریب والے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں بھی اُس کمرے میں چلا گیا۔ حضور نے بڑے پیار سے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اس کے بعد حضرت اُمّ المومنین گاجروں کا حلوہ لائیں، پہلے حضور نے میرے منہ میں دو تین لقمے اپنے ہاتھ مبارک سے ڈالے اور بعد میں فرمایا، کہ بائیں ہاتھ سے کھا لو، کیونکہ تمہارے دائیں ہاتھ میں چوٹ لگی ہوئی ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ مَیں نے پیٹ بھر کر کھایا۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 5 صفحہ 132 غیر مطبوعہ)

ایک روایت حضرت شیخ زین العابدین صاحب کی ہے جو شیخ حافظ حامد علی صاحب اور شیخ فتح محمد صاحب کے بھائی تھے۔ کہتے ہیں کہ ’’حضور کے زمانے میں مہمانوں کے لئے کھانے کا خاص اہتمام ہوا کرتا تھا۔ حضور کو مہمانوں کی مدارات کا خاص خیال رہتا تھا۔ میرے بھائی حافظ حامد علی صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ غالباً جلسہ سالانہ کا موقع تھا اور چار دیگیں چاولوں کی پک رہی تھیں، دو زردے کی اور دو پلاؤ کی۔ ایک دن حضور علی الصبح لنگر خانے میں گئے اور باورچی کو کہا کہ ڈھکنا اُٹھاؤ، ہم چاول دیکھنا چاہتے ہیں۔ اُس نے ڈھکنا اُٹھایا حضور کو خوشبو اچھی نہ آئی۔ اس پر حضور نے دوسری دیگیں بھی دیکھیں اور فرمایا کہ زردے کی دونوں دیگوں کو ڈھاب میں پھینک دو، یہ اچھی نہیں ہے۔ (یقیناً اللہ کی طرف سے ہی کچھ دل میں ڈالا گیا ہوگا کہ دیگیں چیک کرنی چاہئیں)۔ فرمایا کہ جب ہمیں اُن کی خوشبو پسند نہیں آئی تو ہمارے مہمانوں کو کیسے آئے گی؟) چنانچہ حضور کے حکم کی تعمیل کی گئی‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 11 صفحہ 71 غیر مطبوعہ)

حضرت میاں اللہ دتہ صاحب ولد میاں مکھن خان صاحب مال پور ضلع ہوشیار پور لکھتے ہیں کہ ’’مَیں جب 1906ء کو سالانہ جلسے پر قادیان آیا تو حضور کی دو تقریریں سنیں۔ پہلی تقریر صبح کے وقت حضور کے مکان پر ہوئی جو اب حضرت بشیر احمد صاحب کا مکان ہے اور اس کو بیٹھک کہا کرتے تھے۔ جہاں اب باہر کی طرف سیڑھی بنی ہوئی ہے وہاں کھڑکیاں بھی تھیں اور ایک دروازہ تھا، دروازے کا نشان ابھی تک موجود ہے۔ حضور نے مہمانوں کے آگ تاپنے کے لئے ایک انگیٹھی بجھوائی۔‘‘ (سردی کے دن تھے، انگیٹھی بجھوائی، کوئلے بجھوائے)‘‘ جس کے بعد جلد ہی حضور بھی تقریر کے لئے اوپر سے تشریف لے آئے‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 4 صفحہ 51 غیر مطبوعہ)

مہمانوں کا اس لحاظ سے بھی خیال رکھا کہ اُن کو سردی نہ لگے۔

میاں عبدالعزیز صاحب مغل رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ ہم آٹھ بجے شام کو بٹالہ اُترے۔ ہم بیس بائیس آدمی تھے۔ چاند کی روشنی تھی اور گرمیوں کے دن تھے۔ مفتی محمد صادق صاحب بھی تھے، بابو غلام محمد صاحب بھی تھے۔ ہم رات کے ساڑھے گیارہ بجے قادیان پہنچے۔ حضور باہر تشریف لائے۔ حافظ حامد علی صاحب کو آواز دی وہ بھی آ گئے۔ حضور نے دریافت کیا کہ لنگر میں جا کر دیکھو کوئی روٹی ہے؟ عرض کیا حضور اڑھائی روٹیاں اور کچھ سالن ہے۔ فرمایا وہی لے آؤ۔ مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر سفید چادر بچھا کر حضور ایک طرف بیٹھ گئے۔ ہم تمام آس پاس بیٹھ گئے۔ حضور نے ان روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے آگے پھیلا دیئے۔ مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ ہم تمام نے سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی کچھ ٹکڑے بچے ہوئے تھے تو اُسی چادر میں وہ لپیٹ کر لے گئے‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 15 غیر مطبوعہ)

اس کی دوسری روایت سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔

میاں محمد یٰسین صاحب احمدی ٹیچر گورنمنٹ سکول دالبندین لکھتے ہیں کہ ’’حضرت امیر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساکن گجرات نے بیان کیا کہ شروع شروع میں بہت کم آدمی ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ہم پانچ سات آدمی حضرت مسیح موعود کے مہمان ٹھہرے تو حضور نے چاولوں کا دیگچہ لا کر اور خود نکال کر برتن میں ڈالے اور ہمارے آگے رکھ کر ہم کو کھلائے۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 12 صفحہ 101 غیر مطبوعہ)

پھر جس طرح یہ تعداد بڑھتی گئی، لنگر خانے کے سپرد اور باقی انتظامیہ کے سپرد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتظام کیا اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اِن کا خیال رکھیں۔

ملک غلام حسین صاحب مہاجر ولد میاں کریم بخش صاحب لکھتے ہیں کہ ’’حضور ہمیشہ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو میاں غلام حسین! مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 336 غیر مطبوعہ) پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ آج بھی ہمارے لئے اتنا ہی اہم ہے جتنا حضرت میاں غلام حسین کے لئے تھا اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کرنی چاہئے اور تمام کارکنان کو کوشش بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں احسن رنگ میں اپنے فرائضِ مہمان نوازی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ صرف کھانا کھلانا ہی نہیں بلکہ جیسا کہ میں نے کہا تمام انتظامات مہمانوں کی سہولت کے لئے ہوتے ہیں، اس لئے ہر جگہ پر تمام کارکنان اپنے فرائض احسن رنگ میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 15 جولائی 2011)

مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا 42واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا 33واں سالانہ اجتماع بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس اجتماع میں ہندوستان کے 23 صوبہ جات سے مجلس کے 2000 سے زائد خدام واطفال شریک ہوئے۔

نماز تہجد و خصوصی درس کا اہتمام: سالانہ اجتماع کا افتتاح مورخہ 18 اکتوبر بروز منگل صبح 4:30 بجے باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ اجتماع کے تینوں دن علماء کرام نے نماز فجر کے بعد مختلف موضوعات پر خصوصی درس دیا۔

تلاوت قرآن کریم کا اہتمام: نماز فجر کے بعد اجتماع کے دوسرے دن مسجد انوار میں L.C.D کے ذریعہ تلاوت قرآن کریم سُنانے کا اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح اجتماع کے تینوں دن نماز فجر کے بعد مہمانان کرام مسجد انوار میں تلاوت قرآن کریم کرتے رہے۔

مزار مبارک حضرت مسیح موعودؑ پر اجتماعی وانفرادی دُعا: پہلے دن نماز فجر کے بعد مزار مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر اجتماعی دُعا کا اہتمام کیا گیا۔ جسمیں جملہ خدام واطفال نے شرکت کی۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب نیر ناظر بیت المال آمد نے مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اجتماعی دُعا کرائی۔

تقریب پرچم کُشائی وافتتاحی تقریب: محترم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے پروگرام کے مطابق مورخہ 18 اکتوبر بروز منگل صبح 9:40 پر اجتماع گاہ میں لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا اور دعا کروائی۔ اسکے بعد تلاوت قرآن مجید سے اجتماع کی افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا۔ بعدہ محترم صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان نے عہد وفائے خلافت دوہرایا۔ اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام واطفال کا عہد دہرایا اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس اجلاس کے آخر پر محترم صدر اجلاس ناظر صاحب اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔

خصوصی نشست کا انعقاد اور خطاب سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز: اجتماع کے موقع پر خصوصی نشست کا انعقاد کیا گیا۔ جو مورخہ 19 اکتوبر بروز بُدھ ٹھیک 9:30 بجے رات اجتماع گاہ ہی میں منعقد ہوئی۔ جسمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ خطاب جو حضور نے سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2011ء کے موقع پر خدام سے فرمایا تھا بڑی سکرین پر دکھایا گیا۔ اس خصوصی نشست میں بھی محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے شرکت فرمائی۔ اور پیارے آقا کا خطاب بڑے ہی غور سے ملاحظہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ جملہ خدام واطفال کو پیارے آقا کی نصائح پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ پونچھ سے ایک غیر احمدی دوست اجتماع کے موقعہ پر تشریف لائے وہ بھی حضور انور کا خطاب سن کر بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ جس قوم میں ایسا خلیفہ ہو جو نوجوانوں کی، عورتوں اور مردوں کی اس طرح رہنمائی کرتا ہو اوران کی تعلیم وتربیت کرتا ہو وہ قوم کبھی ختم نہیں ہوسکتی اور کبھی ناکام نہیں ہوسکتی اور کبھی جھوٹی نہیں ہوسکتی۔

علمی مقابلہ جات کا کامیاب انعقاد: افتتاحی تقریب کے بعد خدام واطفال کے مختلف علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا جسمیں ہندوستان بھر سے تشریف لائے ہوئے چیدہ چیدہ خدام واطفال نے نہایت ہی ذوق وشوق سے حصہ لیا۔ جملہ مقابلہ جات میں خدام واطفال نے سبقت فی الخیرات کے اعلیٰ نمونے کا اظہار کرتے ہوئے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی بھرپور کوشش کی۔

اختتامی تقریب سالانہ اجتماع: سالانہ اجتماع کی اختتامی تقریب و تقریب تقسیم انعامات مورخہ 20 اکتوبر بروز بُدھ بعد نماز مغرب وعشاء اجتماع گاہ میں زیر صدارت محترم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس تقریب میں ہر سہ انجمنوں کے ممبران، ناظران، نائب ناظران، افسران صیغہ جات، ہندوستان بھر سے تشریف لائے ہوئے زونل امراء کرام، مبلغ انچارج، سرکل انچارج صاحبان، زونل قائدین، مقامی قائدین و جملہ خدام واطفال وانصار بزرگان نے شرکت کی۔

علم انعامی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت: اختتامی تقریب میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے امسال ہندوستان بھر کی مجالس میں کارگزاری کے لحاظ سے اول آنے والی قادیان کی مجلس کو علم انعامی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مُبارک دستخط والی سند خوشنودی سے نوازا۔ اسی طرح پہلی دس پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس کو بھی حضور انور کے مُبارک دستخطوں والی سندات خوشنودی سے نوازا گیا۔

مہمانان کرام کے قیام وطعام کا انتظام: ہندوستان بھر کی مجالس سے تشریف لائے ہوئے خدام واطفال کی رہائش کا انتظام گیسٹ ہاؤسز جامعۃ المبشرین، سرائے طاہر اور بلڈنگ جامعۃ المبشرین میں کیا گیا تھا۔ تقسیم طعام کا انتظام بھی احاطہ جامعۃ المبشرین میں ہی کیا گیا تھا۔ مہمانان کرام کو آرام پہنچانے کی ہر ممکن کوشش منتظمین کی طرف سے کی جاتی رہی۔

اجتماع کے ایام میں مقامات مقدسہ ودیگر خدمت خلق کی ڈیوٹیاں: اجتماع سے قبل مورخہ 16 اکتوبر سے قادیان میں مقامات مقدسہ کے پہرہ پر ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ مرکز کی ٹیمیں متحرک کر دی گئیں۔ جملہ احباب جماعت کے مقامات مقدسہ میں انٹری سے قبل بارکوڈنگ کے ذریعہ کارڈ کی چیکنگ کی گئی۔ خدام نے اجتماع کے تینوں دن بھی بڑے ہی خلوص اور جانفشانی کے ساتھ جملہ مفوضہ اور خدمت خلق کی ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔

پریس اینڈ میڈیا کوریج: اجتماع کے پروگراموں کی چند جھلکیاں پنجاب کے DD چینل پر بھی نشر ہوئیں نیز اجتماع کے پروگراموں کی خبریں مقامی اخبارات اُردو، ہندی، پنجابی میں بھی شائع ہوتی رہیں۔

(شمیم احمد غوری سیکرٹری اجتماع کمیٹی 2011ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔ جون 2011ء

حقیقی مومن کا یہ کام ہے کہ شیطانی کاموں سے بچے۔ اگر بچتے رہے تو ایمان کی حالت میں ترقی کرتے رہوگے اور حقیقی تقویٰ کو پالوگے۔

اگر مومن تسلسل سے کوشش کرتا رہے تو تقویٰ کے اس معیار پر پہنچ جائے گا جس پر خدا تعالیٰ ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اس غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ آپس میں محبت اور پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ خلافت سے سچی وابستگی کی ضرورت ہے۔ نظام جماعت کے ساتھ بے لوث تعلق کی ضرورت ہے۔

اللہ کرے کہ ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے بن جائیں۔ (جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضور انور کا اختتامی خطاب)

تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء میں سندات اور میڈلز کی تقسیم۔ نومبائع خواتین اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے نومبائعین کی حضور انور ایدہ اللہ سے الگ الگ گروپ ملاقات

(جرمنی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

26/جون بروز اتوار 2011ء:

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور اور معاملات کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری روز تھا۔ پروگرام کے مطابق چار بج کر 10 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائی۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے اختتامی اجلاس میں شمولیت

اس کے بعد جلسہ کی اختتامی تقریب کے لئے جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر کرسی صدارت پر تشریف لائے تو ساری جلسہ گاہ نعروں سے گونج اٹھی اور احباب نے بڑے ولولے اور جوش کے ساتھ نعرے بلند کئے۔

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طارق احمد چیمہ صاحب نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی نے پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام عزیزم مرتضیٰ منان صاحب نے خوش الحانی سے پیش کیا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء میں تقسیم اسناد و میڈلز

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء کو سندات اور میڈل عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والے خوش قسمت طلباء کے اسماء درج ذیل ہیں:

ڈاکٹر عاصم خان صاحب، محمد ساجد صاحب، عامر محمود کاہلوں صاحب، عطاء المجید رانا صاحب، شعیب رانا صاحب، ذوالفقار احمد صاحب، ارسلان احمد قیصرانی صاحب، Volker احمد قیصر صاحب، شہزاد منظور احمد صاحب، ایاز حمید خان صاحب، عابد محمود کاہلوں صاحب، طیّب شہزاد صاحب، ابرار مرزا صاحب، ریحان احمد رائے صاحب، محمد سرفراز بلوچ صاحب نسیم الدین خان صاحب، نعمان احمد صاحب، محمد علی شاہد صاحب، صفی اللہ صابر صاحب، ثمر اعظم صاحب، نبیل احمد حسین صاحب، Haras نجیب صاحب، وحید احمد صاحب، سلمان محمود ناصر صاحب، عثمان محمد خلیل صاحب، طارق منصور احمد باجوہ صاحب، سلطان احمد صاحب، مبشر احمد خان صاحب، نادر احمد سندھو صاحب۔

بعد ازاں پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا اختتامی خطاب فرمایا:

جلسہ جرمنی سے اختتامی خطاب

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ آل عمران کی آیات 103 و 104 کی تلاوت فرمائی اور ان آیات کا ترجمہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے کیونکہ جب نفس کے سارے پہلوؤں سے مخالفت کرے گا تو نفس مرجاوے گا‘‘۔

پھر فرمایا: ہماری جماعت کو چاہئے کہ نفس پر موت وارد کرنے اور حصولِ تقویٰ کے لئے وہ اول مشق کریں جیسے بچے خوش خطی سیکھتے ہیں تو اوّل اوّل ٹیڑھے حرف لکھتے ہیں لیکن آخر کار مشق کرتے کرتے خود ہی صاف اور سیدھے حروف پڑنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح ان کو بھی مشق کرنی چاہئے۔ جب خدا تعالیٰ ان کی محنت دیکھے گا تو خود اُن پر رحم کرے گا۔

پس یہ طریق ہے اُس تقویٰ کے حصول کا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اُس تقویٰ کا حق ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کہ نفس کی سارے پہلوؤں سے مخالفت کی جائے۔ انسان کے سامنے ہر ہر قدم پر تقویٰ سے توجہ ہٹانے کے سامان پڑے ہیں۔ اور یہ سامان بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہی پیدا ہوئے ہیں کہ شیطان کو کھلی چھٹی دے دی کہ یہ سامان پیدا کرو۔ جب اُس نے کہا کہ مَیں کروں گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اور پھر ایک مومن کو، حقیقی مومن کو فرمایا کہ اب تمہارا کام یہ ہے کہ یہ جو شیطانی کام ہیں ان سے بچو۔ اگر بچتے رہے تو ایمان کی حالت میں ترقی کرتے رہوگے اور حقیقی تقویٰ کو پالوگے۔ اور فرمایا کہ ان چیزوں سے بچنے کے لئے مسلسل کوشش کرو جو تقویٰ سے ہٹانے والی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جب بچہ لکھنا سیکھتا ہے تو ٹیڑھے میڑھے حرف لکھتا ہے اور پھر بھی وہ کوشش کرتا چلا جاتا ہے، تھکتا نہیں ہے۔ ایک پڑھنے والے بچے کو، سیکھنے والے بچے کو سیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ خوبصورت الفاظ لکھنے لگ جاتا ہے۔ فرمایا کہ اگر مومن اس طرح تسلسل سے کوشش کرتا رہے تو تقویٰ کے اُس معیار پر پہنچ جائے گا جس پر خدا تعالیٰ ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کھلی چھٹی بھی دے دی ہے اور یہ چھٹی دے کر ہمیں اُس کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ دیا کہ اب خود ہی لڑو اور کوشش کرو، اگر بچ گئے تو میرے ورنہ شیطان کی گود میں چلے جاؤ۔ بلکہ طریقے بھی سکھائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہماری مدد کے لئے اپنے فرستادے بھی وقتاً فوقتاً بھیجتا رہتا ہے جو دنیا کو شیطان کے حملوں سے بچانے اور خدا تعالیٰ کے قریب کرنے آتے ہیں۔ تقویٰ میں انسان کی ترقی کے لئے آتے ہیں اور اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر ہمیں تقویٰ کی حقیقت بتائی ہے۔ اور آپؑ نے بڑے مختصر اور جامع الفاظ میں ہمیں بتایا کہ تقویٰ کا حق ادا کرنے کے لئے اپنے نفس کی تمام خواہشات پر موت وارد کرنی ہوگی کہ مرضات اللہ کی تلاش کرو۔ تمہارا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ اور جب ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو تو پھر نفس پر موت وارد ہوتی ہے۔ لیکن یہ کوئی ایک دن کا کام نہیں ہے، ایک مرتبہ کی کوشش نہیں ہے بلکہ ایک مسلسل کوشش ہے۔ ثباتِ قدم دکھانے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل مرحلہ ہے۔ اُسے وہی طے کر سکتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے۔ اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے خدا کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے‘‘۔ خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونوں کی تاکید فرمائی ہے کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کہ جب مجھ سے دعا کرو تو مَیں قبول کروں گا۔ فرمایا کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں دعا کی تاکید فرمائی ہے اور وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا میں کوشش کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں اُن کو ہم اپنے راستوں کی طرفہ ہدایت دیتے ہیں۔ فرمایا کہ جب تک تقویٰ نہ ہوگا، اولیاء الرحمٰن میں ہرگز داخل نہ ہوگا‘‘۔ جب تک تقویٰ نہیں ہوگا بندہ اولیاء الرحمٰن میں داخل نہیں ہو سکتا۔

پس اللہ تعالیٰ حقیقی مومنوں سے حقیقی تقویٰ چاہتا ہے اور اس کے لئے مختلف راستے اُس نے بتائے ہیں اور پھر ہم پر یہ احسان کیا کہ ہمیں اُس زمانے میں پیدا کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور آخری زمانے کے امام کو بھیجا جنہوں نے پھر خدا تعالیٰ کے پیغام کو ہم تک کھول کر پہنچایا۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس امام کے کامل فرمانبردار بنتے ہوئے اُس کی پوری اطاعت کریں۔ کامل فرمانبرداری کی کوشش کریں کیونکہ اس کی فرمانبرداری میں ہی اللہ کے رسول اور اللہ کی فرمانبرداری ہے۔ وہ عمل ہمارے سے ہوں جو ہمارا امام ہم سے چاہتا ہے۔ گزشتہ مذاہب میں برائیاں اس لئے جڑ پکڑ گئی تھیں کہ اُن میں تقویٰ کی کمی ہوگئی تھی اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے مورد بنتے چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مسلمانوں کو بھی یہ تنبیہہ کی ہے، یہ وارننگ (warning) دی ہے کہ بگڑے ہوئے زمانہ میں جب تقویٰ کی کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مسیح موعود کو بھیجے گا جو امام الزمان ہوگا، اُسے مان لینا تا کہ تقویٰ کی راہوں پر چلتے رہو، ورنہ جیسا پہلی قوموں کا حال ہوا ہے تمہارا بھی ہوسکتا ہے اور ہو جائے گا۔ بیشک اسلام نے اب تا قیامت قائم رہنا ہے لیکن حقیقی مسلمان اور تقویٰ پر چلنے والے وہی ہوں گے جو اس زمانے کے امام کے ساتھ جڑنے والے ہوں گے۔

پس یہاں اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ تنبیہ فرمائی کہ اگر تم نے احتیاط نہ کی، تقویٰ کا حق ادا نہ کیا، اللہ تعالیٰ کی رضا کو تلاش نہ کیا تو خدا تعالیٰ کی سزا کے مورد بن سکتے ہو۔ وہاں ایک تسلی بھی دلائی کہ اگر تقویٰ کا حق ادا کرتے رہو گے یا ادا کرنے کی کوشش کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بھی بنو گے۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تقویٰ کی تلاش میں لگے رہے، اپنی طبیعتوں پر جبر کر کے اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہے تو ایسی حالت کی موت بھی اللہ کا قرب دلانے والی ہوگی۔ اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے، یہ کامل فرمانبرداری کی تلاش اور جستجو اور کوشش اگر حقیقت میں ہوگی تو خدا تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے وہ اپنے بندوں پر رحم اور فضل کرتے ہوئے اُنہیں نیک بندوں میں شمار کر لیتا ہے جو تقویٰ پر چلنے والے ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے رحم سے یہ بھی بعید نہیں کہ ایک مسلمان جو مسلسل کوشش کرتا ہے اُس کی موت ہی اللہ تعالیٰ اُس وقت لائے جب تقویٰ کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ چکا ہو یا اُس کے قریب ہو۔ غرض کہ اصل چیز نیت ہے۔ ایک کوشش ہے اور دعا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر کوشش اور عمل ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ موت کے وقت ایسے مومن کے لئے ایسے حالات پیدا فرما دیتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بنانے والے ہوتے ہیں۔ پس اس کے حصول کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے دعا اور کوشش ایک مومن کی پہچان ہے۔

پس مَیں بار بار جب اس طرف توجہ دلاتا ہوں تو اسی لئے کہ یہ بہت اہم چیز ہے۔ ہمیں اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہم جو اُس امام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر زمانے کے امام کو مان لیا ہے، اُس کی بیعت میں شامل ہو گئے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے باقی تمام وہ باتیں بھی اپنی زندگی کا حصہ بنانی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی ہوں اور جن کو ہم پر واضح کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور آپ نے جماعت کا قیام فرمایا ہے۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’اس سلسلے سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اُس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ گم ہو گیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں، مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں ذرا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے گناہ ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اس غرض کے لئے اُس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اُس کا منشاء ہے۔

پس یہ ہے وہ عظیم مقصد جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کا قیام فرمایا یا جس کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ پس آج جس فسق و فجور میں دنیا مبتلا ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔ ہر ایک دیکھ سکتا ہے کہ ہر طرف بے حیائی کا دور دورہ ہے۔ میڈیا نے بالکل بے حیائی پیدا کر دی ہوئی ہے اور اس فسق و فجور کو ابھارنے کے لئے نئے نئے ذرائع دنیا نے اختیار کر لئے ہیں۔ الیکٹرانک طریق ہیں، اخبارات ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پس اگر آج ایک احمدی نے اور احمدی کہلانے والے نے مرد، عورت، نوجوان اور بچے نے اس بات کو نہ سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جماعت بنانے کے لئے آئے تھے جو دنیا کو فسق و فجور سے نکالے اور خود بھی اگر یہ لوگ اس کے بجائے، الیکٹرانک ذرائع اور دوسری لغویات میں پڑ کر تقویٰ سے دور ہٹ گئے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمولیت کے مقصد کو بھولنے والے ہوں گے۔

فسق و فجور کیا چیز ہے؟ فسق کہتے ہیں، سچائی، صحیح راستے، قانونی حدود اور فرمانبرداری سے باہر نکلنا۔ اخلاق سے گری ہوئی اور گناہوں میں ڈوبی ہوئی حرکات کرنا۔ اسی طرح فجور کا مطلب ہے، سچائی سے دور ہٹنا، جھوٹ بولنا، غلط حرکات کرنا، جھوٹی قسمیں کھانا، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نظر انداز کرنا۔ اب آج کل کے جو مختلف ذرائع دنیا کی تفریح کے لئے بنائے گئے ہیں، اگر غور کریں تو وہ سب نیکیوں سے دور کرنے والے ہیں، جھوٹ کی ترغیب دلانے والے ہیں، بے حیائیوں کی طرف لے جانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات نظر انداز کرنے اور فرمانبرداری سے باہر نکلنے کی ترغیب دلانے والے ہیں۔ بے حیائی کی ترغیب کی ایک مثال دیتا ہوں۔

آج انٹرنیٹ یا کمپیوٹر پر آپس کے تعارف کا ایک نیا ذریعہ نکلا ہے جسے facebook کہتے ہیں۔ گو اتنا نیا بھی نہیں لیکن بہر حال یہ بعد کی چند سالوں کی پیداوار ہے۔ اس طریقے سے مَیں نے ایک دفعہ منع بھی کیا، خطبے میں بھی کہا کہ یہ بے حیائیوں کی ترغیب دیتا ہے۔ آپس کے جو حجاب ہیں، ایک دوسرے کا حجاب ہے، اپنے راز ہیں بندہ اُن حجابوں کو توڑتا ہے، اُن رازوں کو فاش کرتا ہے اور بے حیائیوں کی دعوت دیتا ہے۔ اس سائٹ کو بنانے والا جو ہے اُس نے خود یہ کہا ہے کہ مَیں نے اسے اس لئے بنایا ہے کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ انسان جو کچھ ہے وہ ظاہر و باہر ہو کر دوسرے کے سامنے آ جائے اور اُس کے نزدیک ظاہر و باہر ہو جانا یہ ہے کہ اگر ننگی تصویر بھی کوئی اپنی ڈالتا ہے تو بیشک ڈال دے اور اس پر دوسروں کو تبصرہ کرنے کی دعوت دیتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اِنَّا لِلّٰہ۔ اسی طرح دوسرے بھی جو کچھ دیکھیں کسی کے بارے میں اُس میں ڈال دیں۔ یہ اخلاقی پستی اور گراوٹ کی انتہا نہیں تو اَور کیا ہے؟ اور اس اخلاقی پستی اور گراوٹ کی حالت میں ایک احمدی ہی ہے جس نے دنیا کو اخلاق اور نیکیوں کے اعلیٰ معیار بتانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف لے کر آنا ہے اُس سے تعلق پیدا کروانا ہے، اُن کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ تمہاری زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت اور کامل فرمانبرداری ہے، اس کے لئے کوشش کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سہیڑنے والے بن جاؤ گے۔

اب ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں آ کر ان نیک باتوں اور تقویٰ کو قائم کرنا ہے اور دوسری طرف یہ کہ ہمیں فیس بک (Face Book) سے کیوں روکا جاتا ہے؟ ہمیں ہماری آزادی سے کیوں محروم کیا جاتا ہے؟ یہ دو باتیں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔ یہ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم نے ان میں سے کس کو اختیار کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کو، تقویٰ کو یا اِن فسق و فجور پھیلانے والی باتوں کو؟

آج ایک احمدی ہی وہ خوش قسمت ہے جو دنیا کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کو دینی علم سے، خزانوں سے اس طرح مالا مال کر دیا ہے کہ کسی دوسرے کے پاس وہ خزانے ہیں ہی نہیں۔ قرآنِ کریم کی روشن تعلیم کی جو تفسیریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہیں وہ کسی اور کے پاس مل ہی نہیں سکتیں۔ پس احمدی ہی ہے جو دوسروں کی رہنمائی کر سکتا ہے، نیکیوں اور بدیوں کی تمیز کر سکتا ہے اور کروا سکتا ہے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مَیں جس کام پر مامور کیا گیا ہوں، جو کام میرے سپرد کیا گیا ہے اُس کی ادائیگی کی کوشش کروں۔ بے حیائیوں اور لغویات میں نہ پڑوں۔ بیعت تو ہم نے اس لئے کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انصار بن کر فسق و فجور میں پڑی ہوئی دنیا کو فسق و فجور سے باہر نکالا جائے۔ لیکن اگر خود ہم ان برائیوں میں پڑ جائیں تو پھر کیا حال ہوگا اس دنیا کا۔ پس جو اس بات کو نہیں سمجھے گا وہ آپ سے کاٹا جائے گا۔ کیونکہ آپ کا مقصد تقویٰ کا قیام ہے۔ جو اس مقصد کے حصول کے لئے مددگار نہیں بن سکتا وہ ظاہر میں بیشک جماعت کا ممبر کہلاتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی نظر میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منسلک نہیں ہے اور اس کی بڑے واضح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشتی نوح میں وضاحت فرما دی ہے۔ پس ہمیں اپنے عمدہ کھانے میں سے دنیا کی ملونی کے زہر کو نکالنا ہوگا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کی تکمیل کے لئے دوسروں کے کھانے بھی صاف کرنے ہوں گے، اُن کو بھی زہر کھانے سے بچانا ہوگا، تبھی ہم فرمانبرداروں میں شمار ہوں گے، تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمار ہوں گے۔ آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تقویٰ و طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے، خدا نے یہ نمونہ دکھانے کا جو طریق رکھا ہوا ہے وہ سب سے بڑھ کر تو انبیاء کا ہوتا ہے اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ نمونہ دکھایا پھر اپنے صحابہ میں وہ قائم فرمایا انہوں نے دکھایا اور پھر یہ جماعتِ مومنین جو تا قیامت رہنے والی جماعت ہے اس کے ممبران نے وہ نمونہ دکھانا ہے۔ اس لئے اب یہ ہماری بھی ذمہ داری ہے۔

پس بڑے غور اور فکر کی یہ بات ہے کہ ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس مقصد کے حصول کے لئے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے آپ کے معاون و مددگار بنیں۔ دنیا کی طرف زیادہ دیکھنے کے بجائے اپنے تقویٰ کے معیار کی طرف نظر رکھنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر شکر گزار ہوں کہ اُس نے ہمیں ایک جماعت میں شامل کر دیا ہے، ایک لڑی میں پرو دیا ہے جس کے ساتھ جُڑے رہنے اور جس میں پروئے رہنے سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہم پر برس رہی ہے اور برستی چلی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے گند سے نکال کر اس جماعت سے وابستہ کر کے جو ہم پر احسان کیا ہے، اُس پر شکر گزاری کا تقاضا ہے کہ ہم تقویٰ کے معیار کو بڑھائیں۔ اُس رسّی کو مضبوطی سے پکڑیں جو خدا تعالیٰ نے ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ہمیں پکڑائی ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا اور اللہ کی رسّی کو سب مضبوطی سے پکڑ لو۔ پہلی قومیں بگڑیں وہ اس لئے کہ اپنی تعلیم سے دور ہو گئیں۔ ہر ایک تقویٰ سے دور ہو کر اپنے اپنے راستے اختیار کرنے لگا۔ تو اس میں یہ ایک پیشگوئی بھی ہے کہ مسلمان اپنی اس ذمہ داری کو نہیں سمجھیں گے اور یہ نہیں سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ میں ایک رسّی پکڑائی ہے اور ہم نے اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنا ہے، اُس تعلیم کی حقیقت کو تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کرنی ہے جو قرآنِ کریم کی صورت میں اُتری ہے، تو پھر اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمان بھی یہودیوں کی طرح فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ فرقوں میں بٹ بھی گئے۔

ایک حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں کہ خدا کی کتاب قرآنِ کریم اللہ کی رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلائی گئی ہے یا اتاری گئی ہے۔

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)

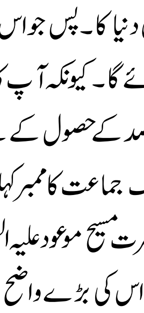

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

پس قرآنِ کریم کے احکامات ہیں جو تقویٰ پر چلاتے ہیں لیکن قرآنِ کریم کی آیات کو سمجھنے کے لئے، اُس کے اسرار و رموز کو سمجھنے کے لئے، بعض باتوں کو سمجھنے کے لئے، اُس کی صحیح تفسیر سمجھنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فرستادوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُن نیک لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اُس کو سمجھ سکیں اور جن کے آنے کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے ہمیں قرآنِ کریم میں بتایا بھی ہوا ہے۔ اور اِس زمانے میں جس کے آنے کی قرآنِ کریم میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ فرما کر خبر بھی دی ہے جو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں قرآنِ کریم کا تعلق آسمان سے زمین پر جوڑے گا یا پھر اس رسّی کے ذریعے آسمان تک پہنچنے کے صحیح طریق سکھائے گا۔

پس اس رسّی کو پکڑنے کی اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے کہ قرآنِ کریم کو پکڑو۔ ایک زمانہ آئے گا جس میں قرآنِ کریم کا پڑھنا صرف رسم کے طور پر ہوگا اور صرف ظاہری عزت قرآنِ کریم کی ہوگی، اُس کی تعلیم پر عمل نہیں ہوگا بلکہ مخفی شرک بھی مسلمان کر رہے ہوں گے۔ آج کل قبروں کو پوجا جا رہا ہے۔ بڑی واضح مثالیں ہیں ہمارے سامنے۔ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بٹھا کر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا ہے۔ پس اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو قرآنِ کریم کی تعلیم کو اس دنیا میں جاری کرنے کے لئے آئے اور وہی ہیں جو اسلام پر اعتراضات کو دور کرنے والے ہیں۔ آپ کے علمِ کلام سے باہر نکل کر کوئی اسلام پر اعتراض کرنے والے کا منہ نہیں بند کر سکتا اور آپ بھی ایک حبل اللہ ہیں۔ اس کو مضبوطی سے پکڑنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ فرمایا کہ برف کی سِلوں پر گھٹنوں کے بل گھسٹ کر بھی جانا پڑے تو جانا اور اس مسیح و مہدی کا میرا سلام پہنچانا۔

پھر اس قدرت کے بعد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں آئی، ایک اور قدرت کے ظہور کا بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے جو پھر اللہ تعالیٰ کی رسّی ہے جیسا کہ فرمایا وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے۔ کیا وعدہ کیا ہے؟ وہ وعدہ یہ ہے کہ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِم کہ انہیں ضرور خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ اور انہیں تمکنت عطا کرے گا۔ یعنی دین کی مضبوطی کے لئے، جماعت کی ترقی کے لئے پھر دوسری قدرت جو خلافت کی صورت میں ہے، حبل اللہ بن جائے گی اور جس جماعت میں یہ خلافت ہوگی وہ وحدت پر قائم ہو کر خدائے واحد و یگانہ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی جماعت بن جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پس قرآنِ کریم کو حقیقت میں ماننے والوں کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ پرانی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود کو مانیں اور آپ کے بعد آپ کے جاری نظامِ خلافت کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ جب یہ صورت ہوگی تو تبھی ایک رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم پورا ہوگا۔ آج مسلمانوں کے پاس قرآن ہے لیکن اس کے باوجود فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، جیسا کہ مَیں نے کہا، اور اس حد تک اختلاف ہے کہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ الزام تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کو دیا جاتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں جبکہ خود ایک دوسرے پر تکفیر کے فتووں سے ان کے لٹریچر بھرے پڑے ہیں۔ یہ فرقوں میں بٹنے کی پیشگوئی بھی پوری ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جیسا کہ مَیں نے کہا۔ تو جب یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو مسیح موعود کا ظہور بھی ہوا۔ اب حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت تم پر اتار دی ہے کہ جو مسیح موعود کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ فرقوں میں بٹنے کے بعد خدا تعالیٰ نے پھر اسلام کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے مسیح موعود کو بھیج دیا ہے۔ اب اختلاف ختم کرو اور اگر حقیقت میں حبل اللہ کے انعام سے فیض پانا چاہتے ہو تو مسیح موعود کو مان کر امتِ واحدہ بن جاؤ۔

پس یہ پیغام تو ہے اُن لوگوں کے لئے جو جماعت احمدیہ میں ابھی شامل نہیں ہوئے اور جو احمدی ہیں، جو جماعت میں شامل ہوئے ہیں اُن کو بھی یہ یاد کروایا کہ جہالت سے حکمت کی طرف اور اندھیروں سے روشنی کی طرف کا سفر تم نے شروع کیا ہے تو پھر اب اس کا حق بھی ادا کرنا ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُجڈ اور جاہل لوگوں کو انسان اور تعلیمیافتہ انسان اور باخدا انسان بنایا تھا، تم بھی باخدا انسان بننے کی کوشش کرو۔ اپنی نیکیوں اور تقویٰ کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے بعد اگر ہمارے اندر رنجشوں اور بدظنیوں نے جگہ پائی تو ہم حبل اللہ کی صحیح قدر کرنے والے نہیں ہوں گے۔ پس ایک احمدی کو فکر ہونی چاہئے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی جس سے آپس کی رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، اُن کو دور کرے۔ اُس میں یہ فکر ہونی چاہئے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ دل میں پیدا کرنا ہے۔ اُس نے خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اختیار کرنی ہے اور خدا تعالیٰ کی رسّی کو جو قرآن، نبوت اور خلافت کی صورت میں اتاری گئی ہے اُسے اس کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کرنا ہے، اُسے پکڑنا ہے اور مضبوطی سے تھام لینا ہے۔

یاد رکھیں کہ نبوت کی طرف سے کہی گئی تمام باتوں پر ایمان اور یقین نبوت سے تعلق میں بڑھاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آنے والا حکم اور عدل ہوگا اور ایمان کو ثریا سے زمین پر لائے گا تو اب ہر احمدی کے دل میں یہ یقین ہونا چاہئے کہ جو کچھ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وہی صحیح ہے اور دین کی جو تشریح آپ نے کی ہے وہی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ جو پیشگوئیاں آپ نے فرمائی ہیں اُن پر یقین ہی ایک مومن کو ایمان میں بڑھائے گا۔ اور خلافتِ احمدیہ کے جاری نظام کی آپ نے کھول کر وضاحت فرمائی ہے اور خاص طور پر تلقین فرمائی کہ میرے بعد خلافت کا جاری نظام میری ہی بعثت کا تسلسل ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر تو یقین رکھتے ہیں، آپ کو سچا مسیح موعود بھی مان لیتے ہیں، مہدی معہود بھی مان لیتے ہیں لیکن خلافت سے تعلق ضروری نہیں ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بہت بڑے اعلان اور دعوے کو جھٹلانے والا بن جاتا ہے۔ آپ نے اپنی سچائی کے طور پر قدرتِ ثانیہ کا بیان فرمایا تھا۔ پس وہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے منکر ہیں جو آپ کے اس واضح اعلان کے اس حصے کو نہیں مانتے کہ خلافتِ احمدیہ دائمی قدرت ہے جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ اس وقت جماعت کی خوبصورتی ہی یہ ہے کہ خلافتِ احمدیہ نے اُسے وحدت کی لڑی میں پرویا ہوا ہے۔ اگر یہ نہیں تو ایسے لوگ حبل اللہ کے تیسرے حصے کو کاٹنے والے بن جاتے ہیں، یا خود اُس سے کٹ گئے۔ پس جب حبل اللہ کا زمین پر پہنچنے والا ایک سرا کٹ گیا تو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ بھی کٹ گیا۔ پس خلافت کی اطاعت اور اس کی حفاظت ہی ایک انسان کو، ایک احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا حقدار بناتی ہے یا بیعت میں آنے کا دعویٰ کرنے کا حق داری بناتی ہے۔ اور یہی حقیقت بیعت پھر محبت اور بھائی چارے کے رشتے کو پروان چڑھانے والی ہونی چاہئے۔ ورنہ پھر وہی بات ہوگی کہ آپؑ کی ایک بات کو مان لیا اور دوسری کو چھوڑ دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

”چاہئے کہ تمہارے اعضاء اور تمہاری قوتیں خدا کی تابع ہوں اور تم سب ایک ہو کر اُس کی اطاعت میں لگو“۔

اور اللہ کی اطاعت کیا ہے؟ اُس کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش ہے۔ مثلاً آپس کے تعلقات یا آیت میں جو مثال دی گئی ہے کہ بھائی بھائی تھے اس کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دوبارہ مضبوطی سے جوڑا ہے۔ پھر ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کہ مومن آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے ہیں۔ اگر ہر احمدی صرف اسی ایک بات کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنالے تو ایک انقلاب جماعت کے اندر پیدا ہو جائے گا۔ ہر احمدی کے دل کی کیفیت بدل جائے گی۔ ہر احمدی گھرانہ جنت نظیر بن جائے گا۔ ہر احمدی خاندان ایک مثالی خاندان بن جائے گا۔ ہر حلقہ اور شہر اور ملک کی جماعت ایک مثالی جماعت بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرتے ہوئے جب یہ رحم کے سلوک ہو رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی موسلا دھار بارش بھی، انشاء اللہ تعالیٰ، برس رہی ہوگی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو، یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُم یاد رکھو، تالیف ایک اعجاز ہے، یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے“۔

پس یہ معیار ہیں جو ہم نے حاصل کرنے ہیں اور ہمیں ایک شدت کے ساتھ ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جب ہم یہ کریں گے تو ہم حقیقی طور پر جماعت کے ساتھ جُڑے کہلانے والے بنیں گے یا بن سکتے ہیں۔ ہم وہ جماعت بن جائیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بنانا چاہتے ہیں۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں: وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارے پر سو اُس نے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر لفظ اپنے اندر ایک معنی رکھتا ہے۔ خلاصی کا سامان ایک تو چودہ سو سال پہلے ہوا تھا جب آگ سے بچ کر لوگ جنتوں کے وارث بن گئے تھے۔ یہ خلاصی ایسی تھی کہ اس نے صرف بچایا ہی نہیں بلکہ انعاموں کا وارث بھی بنا دیا اور اب یہ خلاصی کا سامان اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر فرمایا ہے۔ آپ نے محبت اور بھائی چارے کے صحیح اسلوب ہمیں سکھلائے ہیں۔ آپ نے گناہوں سے بچنے اور آگ سے بچنے کے طریق ہمیں سکھائے ہیں۔ آپ نے بندے کے حقوق دلوا کر مظلوموں کو ظالموں سے نجات دلوائی ہے اور ظالموں کو خلاصی دلوائی ہے، اُن کو اُن کے ظلموں سے بچا کر۔ پس آج ہم بھی اسی صورت میں خلاصی پا سکتے ہیں جب اس سامان سے حقیقت میں فائدہ اُٹھانے والے ہوں گے۔ ورنہ وہی بات ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جیسے باقی مسلمان ہیں ویسے تم ہو کیونکہ نماز، روزہ، زکوۃ، حج، اس کے تو وہ بھی قائل ہیں اور تم بھی قائل ہو۔ وہ بھی ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تم بھی ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا فرقوں میں بٹ کر اُن کی حالت قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی والی ہو چکی ہے، یعنی اُن کے دل پھٹے ہوئے ہیں اور

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز - کشمیر جیولرز
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872-224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281, 04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدر آباد۔ آندھرا پردیش

ایسے لوگوں کے بارے میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ۔ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ در گروہ ہو گئے، تیرا ان سے کچھ بھی تعلق نہیں ` اُن کا معاملہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے ` پھر وہ اُن کو اُس کی خبر دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

پس آپس کی چپقلشوں اور رنجشوں کو کوئی معمولی بات یا ذاتی معاملہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہی بڑھتے بڑھتے خاندانی اور پھر بعض دفعہ جماعتی جھگڑوں میں بدل جاتے ہیں کہ فلاں عہدیدار کا فلاں رشتہ دار ہے اور اُس نے فلاں موقع پر اُس کی مدد کی تھی۔ اور پھر یہ بدظنیوں کا لا متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر ایسے لوگ جماعتی نظام سے بھی بدظنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اپنے دلوں میں کدورتیں بھرتے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ جماعت سے بھی دور ہٹ جاتے ہیں۔

پس قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ جب مختلف پیرایوں میں مختلف لوگوں اور قوموں کی مثالیں دے کر بیان فرماتا ہے وہ اس لئے کہ حقیقی مومن اُن سے سبق حاصل کریں، اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور جس ہدایت پر قائم ہو چکے ہیں اُس کے راستے اپنے پر بند کرنے کی بجائے مزید کھولیں اور اُن انعامات سے فیض پائیں جو اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جماعت سے وابستہ کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ۔ پس اُس نے تمہارے دلوں کو باندھ دیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہے جو اُس نے اپنے فضل سے کیا ہے اور یہ فضل ایک مومن سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپس میں بھی اس احسان کے بدلے ایک دوسرے کے ساتھ پیار اور محبت میں بڑھیں، ایک دوسرے کے لئے خالص ہمدردی کے جذبات پیدا کریں، تبھی حقیقی مومن کہلائیں گے، تبھی اللہ تعالیٰ کے حقیقی شکر گزار کہلائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرماتے ہیں: ”صلاح، تقویٰ، نیک بختی اور اخلاقی حالت کو درست کرنا چاہیے۔ مجھے اپنی جماعت کا یہ بڑا غم ہے کہ ابھی تک یہ لوگ آپس میں ذرا سی بات سے چڑ جاتے ہیں۔ عام مجلس میں کسی کو احمق کہہ دینا بھی بڑی غلطی ہے۔ اگر اپنے کسی بھائی کی غلطی دیکھو تو اس کے لیے دعا کرو کہ خدا اُسے بچالیوے۔ یہ نہیں کہ منادی کرو۔ جب کسی کا بیٹا بدچلن ہو تو اس کو سردست کوئی ضائع نہیں کرتا بلکہ اندر ایک گوشہ میں سمجھاتا ہے کہ یہ بُرا کام ہے اس سے باز آجا۔ پس جیسے رِفق، حلم اور ملائمت سے اپنی اولاد سے معاملہ کرتے ہو ویسے ہی آپس میں بھائیوں سے کرو“۔ (اور خاص طور پر عہدیداروں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ باقی نہ رکھیں، عمومی طور پر بھی میں کہہ رہا ہوں)۔

فرمایا: ”جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبر کی ایک جڑ ہے۔ اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا برباد ہو گیا۔ پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو جبکہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو، آخر تم عقل کیوں نہیں کرتے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے نفس کو فراموش کر کے دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے بلکہ چاہئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے“ (اب یہ ایک بہت بڑی بات ہے اگر خود انسان اپنا جائزہ لینا شروع کر دے تو بہت سارے مسائل اور فساد ختم ہو جاتے ہیں) ”چاہئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے چونکہ خود تو وہ پابندِ امور کا نہیں ہوتا اس لیے آخر کار لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (الصّف: 3)۔ کا مصداق ہو جاتا ہے“ (یعنی تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں)۔ فرمایا ”اخلاص اور محبت سے کسی کو نصیحت کرنی بہت مشکل ہے۔ بعض دفعہ نصیحت کرنے میں ایک پوشیدہ بُغض اور کِبر ملا ہوا ہوتا ہے۔ اگر خالص محبت سے وہ نصیحت کرتے ہوتے تو خدا تعالیٰ اُن کو اس آیت کے نیچے نہ لاتا۔ بڑا سعید وہ ہے جو اول اپنے عیوب کو دیکھے۔ ان کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب ہمیشہ امتحان لیتا رہے“۔ (پس ہمیشہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے بجائے دوسروں کی غلطیوں کے دیکھنے کے) ”یاد رکھو کہ کوئی پاک نہیں ہو سکتا جب تک خدا اُسے پاک نہ کرے۔ جب تک دعا نہ کرے، اس حد تک دعا کرے کہ مر جاوے تب تک سچی تقویٰ حاصل نہیں ہوتی“۔ فرمایا ”اس کے لئے دعا سے ہی فضل طلب کرنا چاہئے“۔

پس یہ وہ سوچ ہے جس سے تقویٰ کی تلاش کی ضرورت ہے۔ آپس میں محبت اور پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ خلافت سے سچی وابستگی کی ضرورت ہے۔ نظامِ جماعت کے ساتھ بے لوث تعلق کی ضرورت ہے۔ اللہ کرے کہ ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے بن جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ایک ہو کر اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے کوشاں ہوں۔ اب وقت تیزی سے قریب آ رہا ہے کہ مغربی ممالک میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کے پھیلنے کے دن ہیں، اور اس ملک میں انشاء اللہ تعالیٰ اسلام نے بڑی تیزی سے پھیلنا ہے، خاص طور پر جرمنی والوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اپنے اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے ہوں گے تاکہ آنے والوں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس انقلاب کو دیکھنے اور اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا ہو گی، دعا میں شہدائے احمدیت کے خاندانوں کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اسیران کو یاد رکھیں اللہ تعالیٰ اُن کی مشکلات کو دور فرمائے۔ جماعت کی کسی بھی رنگ میں خدمت کرنے والوں کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو نیک نیتی سے تقویٰ پر چلتے ہوئے خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے بہت دعائیں کریں کہ ہمیشہ جماعت کی برکات سے فیض پانے والے بنے رہیں۔ خلافتِ احمدیہ سے جُڑے رہنے کے لئے دعائیں کریں۔ دنیا کے لئے دعائیں کریں کہ جس تباہی کی طرف وہ تیزی سے جا رہی ہے اُس سے وہ بچ جائے۔ اب یہ پتہ نہیں یہ انقلاب جو دنیا میں آنا ہے کسی تباہی کے بعد آنا ہے یا اُس سے پہلے اللہ تعالیٰ اِن کو بچالے اور اُس طرف توجہ پیدا کر دے۔ بہرحال بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ عالمِ اسلام کے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی عقل دے اور وہ زمانے کے امام کو مان لیں۔ (اس کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی)۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ اختتامی خطاب چھ بجے تک جاری رہا۔

دعا کے بعد احباب جماعت نے بڑے پُر جوش اور ولولہ انگیز نعرے بلند کئے۔ اس موقع پر افریقن احمدی احباب نے اپنے مخصوص روایتی انداز میں اپنا پروگرام پیش کیا۔

بعد ازاں اطفال الاحمدیہ کے ایک گروپ نے دعائیہ نظم ”سب دکھ درد کروں گا دُور انّی مَعَکَ یَا مسرور“ خوش الحانی سے پیش کی۔ اس کے بعد خدام الاحمدیہ جرمنی اور پھر انصار اللہ کے گروپس نے باری باری اپنی تنظیموں کی طرف سے دعائیہ منظوم کلام کے ذریعہ اپنا سب کچھ اللہ کے حضور پیش کرنے کا عزم کیا۔

اس کے بعد جرمنی کے ”واقفین نو“ کے ایک گروپ نے منظوم کلام ”ضائع ہم آپ کا پیغام نہ ہونے دیں گے“ پیش کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم اپنے پیارے آقا کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے۔

بعد ازاں جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء نے دعائیہ منظوم کلام ”خدا ضائع نہیں کرتا کبھی اپنی جماعت کو“ پیش کیا۔ اس کے بعد جرمن احمدیوں پر مشتمل ایک گروپ نے اپنے عہدِ وفا اور ہر قربانی پیش کرنے کے عزم کا اظہار کرتے ہوئے ترانہ پیش کیا۔

آخر پر MTA جرمنی کی ایک ٹیم نے بھی ایک ترانہ پیش کیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ امسال جلسہ سالانہ کی کُل حاضری 26784 ہے۔ مستورات کی تعداد 12155 ہے جبکہ مرد حضرات کی تعداد 13972 ہے اور 657 تبلیغی مہمان شامل ہوئے۔ اس جلسہ میں کُل 44 ممالک کی نمائندگی ہوئی ہے۔ بیرون از جرمنی 2311 مہمان شامل ہوئے۔

گزشتہ سال جلسہ سالانہ جرمنی کی مجموعی حاضری 25009 تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم اور خدا حافظ کہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فلک بوس نعروں کے جلو میں جلسہ گاہ سے باہر تشریف لائے۔ احباب کا ایک ہجوم تھا جو مسلسل نعرے بلند کرتے ہوئے اور اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہہ رہا تھا۔ ہر طرف سے ”حضور! السلام علیکم“ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور بہتوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ جلسہ سالانہ کے یہ انتہائی مبارک اور بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے حصول کے دن اور یہ مبارک گھڑیاں اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار اپنا ہاتھ بلند کر کے اپنے عشّاق کے ان جذبات اور سلام کا جواب دیتے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نومبائع خواتین کی حضور انور سے ملاقات

سات بج کر 10 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق نومبائع خواتین نے حضور انور کے ساتھ ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملاقات کا یہ پروگرام پندرہ منٹ تک جاری رہا۔

جرمن، ترکش، عرب، مراکش وغیرہ مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے نومبائعین و زیرِ تبلیغ افراد کی حضور انور سے ملاقات

بعد ازاں سات بج کر 25 منٹ پر جرمن، ترکش اور عرب ممالک کے نومبائعین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ سپین میں مقیم مراکش کے چھ نومبائعین بھی آئے ہوئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر ایک نومبائع دوست عبدالحکیم درویش صاحب نے بتایا کہ اُس نے تین ماہ قبل بیعت کی ہے اور MTA پر ”الحوار المباشر“ پروگرام دیکھے ہیں اور انہی پروگراموں کو دیکھ کر مَیں احمدی ہوا ہوں۔

دو اَور نومبائع دوستوں مکرم طیت انوح صاحب اور عزیز غطّانی صاحب نے بتایا کہ وہ بھی MTA پر ”الحوار المباشر“ پروگرام دیکھ کر احمدی ہوئے ہیں اور جماعت کی ”تفسیر القرآن“ بھی پڑھی ہے۔

ایک اور نومبائع یوسف اشعبانی صاحب نے بتایا کہ میرے ساتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

باتیں کرتے تھے اور یہی عقیدہ تھا کہ وہ آسمان پر ہیں لیکن MTA پر عربی پروگراموں کے ذریعہ صحیح حقیقت کا پتہ چلا تو میری ساری غلط فہمیاں دُور ہوگئیں اور سوالات کے جواب مل گئے تو مَیں نے بیعت کرلی۔

سپین میں مقیم ایک نومبائع گیمبین دوست ابراہیم Jimbara صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک پاکستانی احمدی دوست نے احمدیت کے بارہ میں بتایا اور میرے سوالوں کے جواب دیتے رہے۔ مَیں نے بہت دلچسپی لی اور بعد میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔

مراکش کے ایک نومبائع رشید الگردوف صاحب نے بتایا کہ ''الحوار المباشر'' پروگرام کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کا عربی ترجمہ سنتا ہوں اور ''سبیل الہدیٰ'' پروگرام بھی دیکھتا ہوں۔ ان سب پروگراموں کو دیکھ کر احمدی ہوا ہوں۔

جرمنی کے ایک مقامی جرمن دوست نے آج بیعت کرنی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ پاکستانی احمدی میرے دوست ہیں۔ ان کی تبلیغ سے احمدی ہوا ہوں اور آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت بھی کرنی ہے، آج کا دن جبکہ مَیں احمدیت میں داخل ہو رہا ہوں یہ میری زندگی کا خوبصورت دن ہے۔

ملک تیونس کے ایک نومبائع دوست نے بتایا کہ MTA کی ویب سائیٹ پر فرنچ پروگرام دیکھے اور بڑی تفصیل سے دیکھے۔ میرے سب سوالوں کے جواب مل گئے اور مجھے انشراح صدر ہوا اور مَیں نے بیعت کرلی۔

فرانس میں مقیم مراکش کے ایک نومبائع دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ ایک دوست کے ذریعہ مجھے احمدیہ ویب سائیٹ کا علم ہوا۔ مَیں نے جماعتی پروگرام دیکھے۔ ان پروگراموں میں صداقت کو پایا۔ مجھے ہر طرح سے اطمینان حال ہوا اور مَیں نے بیعت کرلی۔

افغانستان سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نے بھی بیعت کی ہے۔ ان کے تین بیٹے ہیں جو اُن کے ساتھ ہی احمدی ہوئے ہیں۔ موصوف جرمنی میں ایک احمدی دوست کے زیر تبلیغ تھے اور ہر طرح سے اطمینان اور تسلّی ہونے اور جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سننے کے بعد انہوں نے بیعت کا فیصلہ کیا اور بیعت فارم پُر کیا۔ اور کہا کہ مجھے جماعت میں صحیح اسلام کی روح نظر آئی ہے۔ مَیں احمدیت کا دیوانہ ہوگیا ہوں۔

ترکی سے تعلق رکھنے والے ایک نومبائع Yesil نے بتایا کہ اُس کا تعلق علوی خاندان سے ہے۔ دو سال قبل انہیں احمدی کی تعلیمات سے واقفیت ہوئی۔ انہیں علماء کی طرف سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ جماعتی تعلیم کا مطالعہ کیا۔ مجھے جماعت احمدیہ سے اور جماعتی تعلیم سے عشق ہوگیا ہے۔ اور مَیں جلسے میں اس لئے شامل ہوا ہوں کہ حضور کے ہاتھ پر بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوجاؤں۔

جرمنی سے تعلق رکھنے والے ایک اَور دوست نے بتایا کہ کافی عرصہ سے مذاہب میں دلچسپی تھی۔ جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کیا اور خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھے کوئی نشان دکھائے۔ مَیں کافی عرصہ سے بے چین تھا۔ یہاں کل مَیں جلسہ گاہ سے باہر گیا تو مجھے زمین پر پڑا ایک کاغذ ملا۔ مَیں نے اسے دیکھا تو اُس پر اُس شہر کا نام تھا جہاں مَیں پیدا ہوا تھا۔ یہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ مجھے اس سے بہت اطمینان حاصل ہوا اور آج مَیں نے حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کرنی ہے۔

ایک ترکش دوست Engin Coskun نے بتایا کہ مجھے اپنے احمدی دوستوں کے ذریعہ جماعت کا تعارف ہوا۔ بڑے عرصہ سے مَیں جماعت احمدیہ کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کیا اب آپ کو احمدیت کی صداقت کا یقین ہوگیا ہے اور آپ پوری طرح مطمئن ہیں۔ اس پر موصوف نے بتایا کہ میرا دل مطمئن ہے اور آج میں پورے یقین کے ساتھ احمدیت کی صداقت پر قائم ہوں اور بیعت کر رہا ہوں۔ ایک جرمن دوست Dicembre Samuele صاحب نے بتایا کہ اصل میں میرا تعلق اٹلی سے ہے اور مَیں جرمنی میں رہتا ہوں۔ بائبل اور تورات کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ مجھے مذہب میں دلچسپی ہے۔ جماعت احمدیہ کا تعارف ایک احمدی دوست کے ذریعہ ہوا۔ ہدایت اللہ ہیوبش مرحوم کے جماعت کے تعارف پر مشتمل بروشر اور لٹریچر پڑھا۔ مسجد آنا شروع کیا۔ جماعت سے تعلق اور رابطہ بڑھا اور مجھے بیعت کی توفیق ملی۔ بیعت کرنے کے بعد مجھے اپنی فیملی کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجھے گھر سے نکال دیا گیا لیکن مَیں نے ہمّت نہیں ہاری اور ہر تکلیف پر صبر کیا اور ایک کار میں یہ تین ماہ گزارے۔ گاڑی میں ہی سو جاتا۔ اب کل میری امّی نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ اس موقع پر حضور انور نے فرمایا: الحمد للہ۔

ایک پرانے جرمن احمدی دوست موسیٰ صاحب کا بیٹا شریف Flechtner احمدیت سے پیچھے ہٹا ہوا تھا۔ یہ بیٹا بھی اس مجلس میں موجود تھا۔ اُس نے بتایا کہ میرا باپ مجھے واپس لے کر آیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب تم واپس آئے ہو تو جماعت کے مزید لٹریچر کا مطالعہ کرو اور کتب پڑھو۔

ایک جرمن دوست Olin Johnson نے بتایا کہ میرا ایک احمدی دوست پاکستان سے ہے۔ اُس سے احمدیت کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ مَیں نے خود بھی بہت مطالعہ کیا ہے اور جماعت احمدیہ کو سچائی پر پایا ہے اور جلسہ بھی دیکھا ہے اور کل بیعت فارم پُر کیا ہے۔ آج ابھی بیعت بھی کروں گا۔

ایک نواحمدی جرمن دوست Niels Slhwennioke نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ''مہدی آباد'' میں ملاقات ہوئی تھی۔ مَیں احمدی ہوں اور امن میں آگیا ہوں، سچائی محسوس کرتا ہوں۔ امسال مَیں نے پہلا جلسہ سالانہ دیکھا ہے۔ موصوف نے بتایا کہ جلسہ کے دوران میرا Wallet گم ہوا جس کا مجھے پہلے تو افسوس ہوا اور غصہ بھی آیا لیکن بعد میں افسوس اور غصہ جاتا رہا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ اس میں کچھ رقم تھی، کسی کو ضرورت ہوگی، اُس کے کام آجائے گی۔

ایک پرانے جرمن احمدی دوست موسیٰ Flechtner صاحب نے بتایا کہ مَیں واقف زندگی کی طرح زندگی گزارنا چاہتا ہوں اور اب مَیں ریٹائرڈ ہو چکا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ اپنے آپ کو واقف زندگی سمجھیں اور اسلام احمدیت کی خاطر کام کریں۔

ایک نومبائع ترکش دوست Gukhan Yasil صاحب حضور انور کے پاس تشریف لے آئے اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے ہوئے کہا کہ حضور! مَیں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ وہ کافی دیر تک سر جھکائے کھڑا رہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

ایک جرمن نومبائع نے بتایا کہ مَیں ڈیڑھ سال قبل احمدی ہوا ہوں۔ احمدیت کی برکت سے مجھے ملازمت بھی مل گئی ہے اور اب اس سال مَیں ایک احمدی لڑکی سے شادی کر رہا ہوں۔ موصوف نے اپنے لئے دعا کی درخواست کی۔

اس کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو گروپس سے علیحدہ علیحدہ بیعت لی۔ پہلے گروپ میں اُن نومبائعین نے بیعت کی جو جرمن زبان جانتے تھے۔ بیعت کے الفاظ کا ساتھ ساتھ جرمن زبان میں ترجمہ ہوتا رہا۔ جبکہ دوسرے گروپ میں ان نومبائعین نے بیعت کی سعادت پائی جو فرنچ زبان جانتے تھے۔ اُن کے لئے فرنچ زبان میں ترجمہ کی سہولیت میسر تھی۔ اس طرح مجموعی طور پر 17 نومبائعین نے بیعت کا شرف پایا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اس کے بعد یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

آج پروگرام کے مطابق جلسہ گاہ Karlsrhue سے واپس بیت السبوح فرینکفرٹ کے لئے روانگی تھی۔ آٹھ بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور بیت السبوح کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً ایک گھنٹہ پچاس منٹ کے سفر کے بعد رات ساڑھے دس بجے ''بیت السبوح'' تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں اور بعد ازاں حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ اپنی شاندار روایات کے ساتھ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں جرمنی کی تمام جماعتوں سے ممبران جماعت کے علاوہ درج ذیل 44 ممالک سے آنے والے احباب جماعت اور مہمانان کرام شامل ہوئے:

برطانیہ، بیلجیم، سوئٹزرلینڈ، فرانس، پاکستان، ہالینڈ، ناروے، کینیڈا، سویڈن، اٹلی، سپین، یو ایس اے، آسٹریا، میسیڈونیا، کوسووو، پولینڈ، ڈنمارک، ہنگری، ماریشس، نیوزی لینڈ، سنگاپور بنگلہ دیش، بلغاریہ، البانیہ، انڈیا، آسٹریلیا، سلواکیہ، ترکی، لکسمبرگ، غانا، پرتگال، آئرلینڈ، اسٹونیا، لیتھوانیا، ٹوگو، مالٹا، بوزنیا، چیچنیا، چیک ری پبلک، فلسطین، نائیجیریا، بورکینا فاسو، رومانیہ، تاجکستان۔

ان سبھی ممالک سے آنے والے احباب جماعت اور مہمانان کرام نے مختلف جگہوں پر قیام کیا۔ جلسہ گاہ میں پرائیویٹ خیمہ جات میں بھی مہمان ٹھہرے۔ ان خیمہ جات کی تعداد 1050 سے زائد تھی جن میں پانچ ہزار سے زائد مہمانوں نے قیام کیا۔

مردانہ جلسہ گاہ اور زنانہ جلسہ گاہ میں بھی احباب اور اُن کی فیملیز نے قیام کیا۔ پھر ایک ہزار آٹھ صد مہمان جلسہ گاہ کے اردگرد کے علاوہ میں ہوٹلوں میں ٹھہرے اور ایک بڑی تعداد نے اپنے عزیزوں کے ہاں گھروں میں قیام کیا۔ مہمانوں کو کھانا کھلانے کا انتظام بڑی خوش اسلوبی سے جاری رہا۔

پارکنگ کے شعبہ کے تحت روزانہ ساڑھے چار ہزار سے زائد گاڑیاں پارک ہوتی رہیں۔ جلسہ سالانہ کی تمام تقاریر اور پروگراموں کا نو زبانوں میں رواں ترجمہ کا انتظام تھا۔ جلسہ جرمنی کے تمام پروگرام تینوں دن MTA پر دنیا بھر میں Live نشر کئے گئے۔ دنیا بھر کی جماعتیں MTA کے ذریعہ اس جلسہ میں شامل ہوئیں۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر افسر صاحب جلسہ سالانہ کے ساتھ ان کے 18 نائب افسران اور 120 ناظمین نے اپنے نائبین اور دو ہزار سے زائد معاونین کے ساتھ دن رات محنت سے اپنے اپنے شعبہ میں خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کارکنان کی خدمات کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے اور اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے اور جلسہ کے بابرکت ثمرات ہمیشہ قائم رہیں۔ آمین

(باقی آئندہ)

120 واں جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار، منگوار، بدھوار

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 120 ویں جلسہ سالانہ قادیان کی ازراہ شفقت منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ مورخہ 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار۔ منگوار اور بدھوار منعقد ہوگا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس للہی اور بابرکت جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کرکے تیاری شروع کردیں۔ احباب جماعت بالخصوص زیر تبلیغ افراد کو اس جلسہ میں شرکت کی تحریک کرتے رہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ نیز جلسہ سالانہ کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday Ist Dec 2011 Issue No.48

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S. $
: 45 Euro
: 65 Canadian Dollar

مذاہب کی تاریخ اور بانیان مذاہب پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ آزادی ان کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد ہے اور حقیقی آزادی انبیاء کے ذریعہ سے ملتی ہے

افریقن ممالک کی آزادی کی گولڈن جوبلی کی مناسبت سے آزادی اور آزادیٔ ضمیر کے متعلق حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25 رنومبر 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا آج کل براعظم افریقہ کے بعض ممالک کی آزادی کی گولڈن جوبلی منائی جارہی ہے۔ ان تقریبات میں ہماری ایسوسی ایشن بھی حصہ لے رہی ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وقت میں قائم کی گئی تھی۔ آج آزادی کے حوالے سے میں آپ کے سامنے کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

غلامی سے آزادی اور آزادیٔ ضمیر بہت بڑی نعمت ہے افریقہ وہ براعظم ہے جس کے اکثر ممالک نے بڑا لمبا عرصہ مملوک بن کر دن گزارے ہیں۔ اس لئے ان ممالک کا یوم آزادی منانا ان کا حق ہے۔ اللہ کرے کہ یہ آزادی حقیقی آزادی ہو اور وہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے نہ جائیں۔ اگر نیک نیتی انصاف اور عدل سے اپنی آزادی کا حق ادا کرتے رہے تو کوئی بعید نہیں کہ براعظم افریقہ آئندہ چند سالوں میں دنیا کی رہنمائی کرنے والا ہو۔ اگر مذاہب کی تاریخ اور بانیان مذاہب پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ آزادی ان کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد ہے۔ چاہے وہ ظالم بادشاہوں سے آزادی ہو یا رسومات کے طوق سے آزادی ہو۔ انبیا کا کام ہی آزادی دینا ہے۔ لیکن بدقسمتی ہے کہ بہت سی قوموں نے آزادی کے حقیقی علم برداروں کو نہ پہچانا اور ان کی مخالفت کی اس وجہ سے خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے انہوں نے دنیاوی بادشاہوں کو ترجیح دی اور احکم الحاکمین کی آزادی کو نہ سمجھا۔ پس آزادی کی حقیقت کی گہرائی میں جانے سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل حقیقی آزادی انبیا کے ذریعہ سے ملتی ہے اور سب سے بڑھ کر آزادی کا سورج اور ہر قسم کی آزادی کا احاطہ کئے ہوئے آنحضرتؐ کی ذات ہے آپ نے مختلف قسم کے طریقوں سے بنی نوع انسان کو آزاد کروایا بلکہ آپ کے ساتھ حقیقی رنگ میں جڑنے سے آج بھی آپ کی ذات حقیقی آزادی کا بہت بڑا ذریعہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتمیت کا مقام عطا فرمایا ہے تو آپ کے فیوض نے ہر ایک قسم کی آزادی کا احاطہ کیا ہے پس ہر کام اور ہر معاملہ کی انتہا کا جلوہ آپ کی ذات میں پورا ہوا اور حقیقی آزادی اپنے کمال شان سے نظر آئی۔ آپ پر آخری کتاب یعنی خاتم الکتب قرآن مجید نازل ہوئی اور اس میں آزادی کا مضمون مختلف حوالوں اور مختلف رنگ میں بیان کیا گیا ہے اور اس پر آپؐ کا اسوہ حسنہ اس تعلیم کو چار چاند لگا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَكُّ رَقَبَةٍ (سورۃ البلد آیت 14)

یعنی گردن کا آزاد کرنا۔ اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے کے بعد غلاموں کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ احادیث میں بھی اس بارے میں وضاحت پائی جاتی ہے۔ جو کوئی مسلمان غلام آزاد کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ سے نجات عطا فرمائے گا پھر اسلام میں کفارے کے طور پر غلام آزاد کرنے کے کئی مواقع ہیں کہیں مومن کے قتل میں خون بہا کے طور پر غلام آزاد کروانا ہے۔ کبھی خدا کی قسم کھا کر توڑنے کی سزا میں اپنی حیثیت کے مطابق غلام آزاد کرنا ہے۔ پس مختلف موقعوں پر غلاموں کی آزادی کا ذکر ہے اس کا مطلب ہے کہ اسلام آہستہ آہستہ غلام آزاد کرانا چاہتا ہے۔ اسلام نے آکر غلامی کے رواج کو توڑا ہے اس نے غلام کی عزت اور حق کی حفاظت بھی فرمائی اور حدیث میں آتا ہے کہ سات بھائیوں کے پاس ایک مشترکہ غلام تھا ایک بھائی نے غصے میں غلام کو تھپڑ مار دیا آنحضرتؐ کو جب علم ہوا تو آپ نے فرمایا آزاد کردو کیونکہ تمہیں غلام سے حسن سلوک کرنا نہیں آتا۔ غرض اُس زمانہ میں غلام رکھنا امرا کی نشانی سمجھا جاتا تھا، اُس وقت یہ حکم تھا کہ اگر اصل عزت چاہتے ہو تو غلاموں کی آزادی کا سامان پیدا کرو۔ اس حکم کے مطابق صحابہ نے درجنوں اور سینکڑوں غلام آزاد کئے۔ حضرت عثمانؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ نے ایک موقع پر ہزاروں غلام آزاد کئے۔ پھر غلاموں سے بھائیوں جیسا حسن سلوک کرو۔ خود آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ یہ تھا کہ جب حضرت خدیجہؓ کے غلام آپ ﷺ کو ملے تو آپ نے زید بن حارثؓ سے ایسا عمدہ سلوک فرمایا کہ حضرت زید نے اپنے حقیقی والدین کے ساتھ جانے سے انکار کردیا۔ آپ کے حسن کمال کا معیار تھا کہ حضرت زید نے آزادی کے مقابل پر غلامی کو ترجیح دی۔ پس اسلام پر اعتراض کرنے والے اس آزادی کا لاکھواں حصہ بھی پیش نہیں کرسکتے۔ آپؐ نے غلامی کی تعریف ہی بدل دی اور اس بات کو مغربی مستشرقین بھی مانتے ہیں۔ ڈاکٹر ویگ مری نے لکھا غلامی کا رواج انسانی معاشرہ کی ابتدا سے ہے لیکن حدیث نبوی میں انسانی ہمدردی کے کمال نظر آتے ہیں غلام کو بھی غلام کی جگہ میرا بیٹا اور لونڈی کو میری بیٹی کہا گیا ہے۔

اسلام سے قبل قرضہ ادا نہ کرنے کی صورت میں انسان کی آزادی کے چھن جانے کا خطرہ تھا لیکن اسلام کے بعد کوئی مسلمان دوسرے انسان کو غلام نہیں بنا سکتا تھا۔ خدا کے نبی نے غلامی کو نہ صرف محدود کیا بلکہ اوامر و نواہی کی تاکید کے ذریعہ غلامی کو رفتہ رفتہ ختم کردیا۔

حضور انور نے فرمایا پس یہ تعلیم اور اسوۂ حسنہ ہے جس کا اعتراف غیر بھی کئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ چند مثالیں قرآن مجید اور احادیث سے میں نے دی ہیں اور یہی وہ حقیقی تعلیم ہے جس سے انسان کو حقیقی امن اور صلح مل سکتی ہے افریقہ میں جہاں آزادی ملی ہے وہاں جماعت احمدیہ کا کام ہے کہ لوگوں کو اصلی آزادی کی تعلیم دے۔ ایک بار جوبلی منانے سے کام نہ ہوگا بلکہ اس آزادی کو قائم رکھنے کیلئے آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کو پیش کریں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات سے قبل نمازوں اور غلاموں کے متعلق اپنی تعلیم یاد رکھنے کے بارے میں تلقین فرمائی لیکن آج مسلمانوں کی اکثریت ان دونوں تعلیموں کو بھلا بیٹھی ہے۔ نہ نمازوں میں ذوق وشوق نظر آتا ہے اور عوام سے غلاموں جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ ایک حکومت جمہوریت کے نام پر آتی ہے اور پھر بعد میں اس کی کوشش ہوتی ہے کہ جو ایک بار صدر بن جائے وہ تاحیات اس پر قائم رہے۔ اور پھر اس کی اولاد صدر بنے خوشامدیوں نے ان کی ترجیحات کو بدل دیا ہے۔ پھر اپنی حکومت کے قیام کیلئے اپنی عوام پر گولیاں چلائی جاتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں اسلام دشمن طاقتیں ملک کی دولت پر قبضے کرتی ہیں ان طاقتوں کو اور زیادہ ہوا دیتی ہیں۔ مدد کے نام پر آتے ہیں اور شیطانی چکر چلنا شروع ہوجاتا ہے۔ عوام کی آزادی ختم ہوجاتی ہے وہ ایک غلامی سے نکل کر دوسری غلامی میں چلے جاتے ہیں اور ملک میں فسادات اور منافقت کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے ملک کی دولت پہلے بھی عوام کی بہبود کیلئے خرچ نہیں ہورہی ہوتی تھی اور اب بھی نہیں ہوتی۔ عوام میں غربت اور کم معیار زندگی پہلے بھی تھا اور آئندہ بھی قائم رہنے کی اُمید ہے۔ آج اکثر مسلمان ممالک کے امرا آنحضرتؐ کے احکامات پر عمل نہیں کرتے۔ ایک طرف تیل کی دولت ہے، سونے کے محلات ہیں تو دوسری طرف کئی گھرانوں میں دو وقت کی روٹی تک نہیں۔ عوام کی بھلائی کی کسی کو فکر نہیں جس کے نتیجے میں انقلابی تحریکیں اُٹھ رہی ہیں اور مفاد پرست فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ یہی طوق اتارنے کیلئے تشریف لائے تھے۔ مسلمان ممالک کو حق و انصاف کا نمونہ بننا چاہیئے تھا مگر یہاں بالکل الٹ معاملہ ہے۔ علما اور حکمرانوں دونوں نے مسلمان عوام کو غلامی اور رسم ورواج کے طوق میں جکڑا ہوا ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادہ کو مانتے نہیں ہیں جس کا مقصد بنی نوع انسان کو تمام طریقوں سے آزادی دلانا ہے اس غلامی سے پھر آزادی کے نئے راستے کھلتے ہیں۔ پس ہر ایک قسم کے فسادوں سے بچنے کی ایک یہی راہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیم پر چلیں اور اس کے بھیجے ہوئے فرستادہ کو قبول کریں۔ آج بھی پاکستان میں احمدیوں کی آزادی کو چھینا جارہا ہے۔

قائد اعظم نے قیام پاکستان کے وقت آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا نعرہ دیا تھا لیکن آج احمدیوں پر ہر طرح کی آزادی کو ختم کیا جارہا ہے۔ احمدیوں کو صرف آنحضرت ﷺ سے محبت اور آپ کی طرف منسوب ہونے کے جرم میں طرح طرح کی غلامیوں میں جکڑا جارہا ہے۔ ہم اپنے خدا کے حضور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرتؐ کی غلامی کے صدقے دنیا کو حقیقی آزادی کا راستہ دکھانے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سختیوں کے دنوں کو صبر سے گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆